4 تا 10 دسمبر 2008ء/5 تا 11 ذوالحجہ 1429ھ

نفس پرستیوں کو ذبح کردو

تم اللہ کے حضور حج کے دن اور عید کی صبح کو جبکہ خلیل اللہ نے اپنی بیٹے کی گردن پر چھری رکھی تھی، مسکینوں اور لاچاروں کی طرح گِر جاؤ،

اپنی سرکشیوں اور نفس پرستیوں کے گوسالہ کو ذبح کردو!

اور گِڑگڑا کر دعا مانگو کہ خُداوندا! زمین کی سب سے بڑی مصیبت، انسانی معصیت کے سب سے بڑے عذاب اور انقلابِ اقوام و مِلل کے سب سے زیادہ مہیب موسم کے وقت ابراہیم و اسمٰعیلؑ کی ذُرّیت کو نہ بُھلائیو، اور اُن کے گُناہوں کو معاف کردیجیو!

علی الخصوص عید کے دِن جب اُس کے حضور کھڑے ہوتو اپنے گناہوں کو یاد کرو۔

تم میں ایک رُوح بھی ایسی نہ ہو جو تڑپتی نہ ہو، اور ایک آنکھ بھی ایسی نہ ہو جس سے آنسوؤں کے چشمے نہ بہہ رہے ہوں۔

یاد رکھو کہ دل کی آہوں اور آنکھوں کے آنسوؤں سے بڑھ کر اُس کی درگاہ میں کوئی چیز کارگر نہیں ہوسکتی۔

پس جس طرح بھی ہوسکے، اپنے خُدا کو راضی کرو اور اُسے منالو، کیونکہ تم نے اپنی بدعملیوں سے اُسے غُصہ دلایا اور اُس کے پاک حُکموں کی پروا نہ کی!

حقیقۃ الحج

مولانا ابوالکلام آزادؒ

سراغ رسانی کا کمال

اسلام: امن وسلامتی کا علمبردار

کچھ حیران کن باتیں

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا مقدمہ

امیر تنظیم اسلامی کی پریس کانفرنس

ملکی اور عالمی حالات

سنگل گلوبل کرنسی کا منصوبہ

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

سورۃ الاعراف

(آیات:30،31)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ ۗ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٣٠﴾ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾﴾

’’ایک فریق کو تو اُس نے ہدایت دی اور ایک فریق پر گمراہی ثابت ہو چکی۔ ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو رفیق بنا لیا اور سمجھتے (یہ) ہیں کہ ہدایت یاب ہیں۔ اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنے تئیں مُزیّن کیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور بے جا نہ اُڑاؤ کہ اللہ بے جا اُڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔‘‘

ایک گروہ تو ایسا ہے جسے اللہ نے ہدایت دی یعنی انہوں نے فطرت سلیمہ سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں صراط مستقیم پر چلا دیا۔ اور دوسرا گروہ وہ ہے کہ ان پر گمراہی مسلط ہو چکی ہے، یہ اس لیے کہ انہوں نے فطرت کی سلامتی کھو دی۔ اُن کی ضد، ہٹ دھرمی اور تعصب نے اُن کو اندھا کر دیا اور حسد اُن کو لے بیٹھا۔ اُن کے اسی رویے نے انہیں ضلالت کا مستحق بنا دیا۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا رفیق اور ساتھی بنا لیا۔ اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہم بہت ہدایت پر ہیں۔

اے اولادِ آدم! ہر نماز کے وقت زینت اختیار کیا کرو یعنی نماز کی تیاری کرتے وقت وضو کر کے اپنے اعضاء دھو کر صاف کر لو، صاف ستھرے کپڑے پہنو۔ اللہ کی منشا تو یہ ہے کہ اُس کے دربار میں حاضری کے لیے آتے ہو تو اچھا لباس پہن کر آؤ۔ ہاں، فضول خرچی کی اجازت نہیں۔ کھاؤ اور پیو مگر حد سے تجاوز نہ کرو۔ اسلامی تعلیمات میں ہر جگہ اعتدال پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس اعتدال کی راہ سے ہٹ کر اسراف کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا پسندیدہ نہیں ہے مگر یہ بھی جائز نہیں کہ رہبانیت اختیار کی جائے۔ ہر طرح کی نعمتوں سے منہ موڑ کر موٹا جھوٹا پہنا جائے اور استطاعت کے باوجود حقیر سا کھانا پینا ہو نیز اچھا کھانے پینے اور پہننے کو نفس پرستی سمجھ لیا جائے۔ ہاں! جان لینا چاہیے کہ یہاں دو مختلف صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ دین مغلوب ہو، ایسی صورت میں آپ کا پہلا فرض یہ ہے کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جدوجہد کریں، اپنا بیشتر وقت اور صلاحیتیں اس کام میں لگائیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ دنیا کمانے میں پورا وقت نہیں لگا سکیں گے۔ چنانچہ اگر وافر کمائیں گے نہیں تو اچھا کیسے کھائیں گے اور اچھا کیسے پہنیں گے، یہ ممکن ہی نہیں، تو یہ رہبانیت نہیں ہے۔ اگر دین مغلوب ہے تو اس کو غالب کرنے کے لیے آپ کو کوشش تو لازماً کرنا ہے اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ فرشتے تو نہیں بھیجے گا۔ اسلام کو غالب تو آپ ہی نے کرنا ہے۔ جب وقت اور صلاحیتیں اس طرف لگ رہی ہیں تو معیشت تو متاثر ہوگی، معیارِ زندگی تو کم سے کم کرنا پڑے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے کس طرح اپنی توانائیاں اس کام میں لگائیں، گھر بار چھوڑے، بھوک پیاس برداشت کی۔ یہ رہبانیت کے جذبے کے تحت نہ تھا بلکہ غلبۂ دین کی ہمہ وقتی مصروفیت کا نتیجہ تھا۔ یہ منطقی بات ہے کہ جو بھی انقلابی پارٹی دنیا میں آئی خواہ وہ کمیونسٹ ہوں یا کوئی اور، انہیں ایسا کرنا ہی ہوتا ہے۔ اس کے بغیر انقلاب آ ہی نہیں سکتا۔ البتہ اگر دین غالب ہو گیا، صحیح اسلامی ریاست قائم ہو گئی، نظامِ خلافت رائج ہو گیا، تو اب دین کو آگے پھیلانا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ وہ اس کو Plan کرے گی۔ ضرورت کے مطابق مجاہد تیار کرے گی۔ دوسرے لوگ اپنے گھر میں رہیں گے، حلال جتنا چاہیں کمائیں گے، تاکہ اچھا کھائیں پئیں اور پہنیں، روحانی ترقی کے لیے نوافل پڑھیں، ذکر اذکار کریں، مگر یہ کب ہوگا؟ جب دین غالب ہو۔ لوگوں نے اس بنیادی بات کو نہیں سمجھا، جس سے کنفیوژن پیدا ہوئی کہ اولاد کا حق بھی ہے، بیویوں کا حق بھی ہے۔ اسوہ حسنہ دیکھئے، ازواجِ مطہرات نے نفقے میں اضافے کا مطالبہ کیا تو آپ ؐ کی طرف سے طلاق کی دھمکی ملی۔

مختصر یہ کہ جب دین مغلوب ہو تو ضروریاتِ زندگی کو کم سے کمتر کرنا ہو گا یہاں تک کہ جسم و جان کا رشتہ قائم رہ سکے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت غلبۂ دین کی جدوجہد میں لگے۔ البتہ اگر دین غالب ہو تو معیشت کی بہتری کے لیے کوشش کرنا، اچھا کھانا پینا اور پہننا کسی طرح بھی ناجائز نہیں۔

فرمانِ نبوی

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

مشورہ اور اس کی اہمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ)) (رواہ ابوداؤد)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جس سے مشورہ لیا جائے، وہ امانت دار ہوتا ہے۔‘‘

تشریح: چھوٹوں کو چاہیے کہ اپنے معاملات میں بڑوں سے مشورہ لیتے رہیں کیونکہ زندگی کی گزرگاہوں میں انہوں نے بہت سے تجربات حاصل کیے ہوتے ہیں۔ مشورے سے گھرانوں میں الفت و محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور جس سے مشورہ کیا جائے اُسے امانتدار ہونا چاہیے۔

"تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر"

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 17 — شمارہ 47

4 تا 10 دسمبر 2008ء
5 تا 11 ذوالحجہ 1429ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔ اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔ 54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 300 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سراغ رسانی کا کمال

سراغ رسانی کا کیا کمال ہے۔ دو درجن افراد نے ابھی بمبئی میں ادھم مچانا شروع کیا ہی تھا۔ ریلوے سٹیشن، ایک ہسپتال اور ایک ریسٹورنٹ پر انہوں نے فائرنگ کی۔ پھر بمبئی کے "انٹرنیشنل" ہوٹلوں میں جا گھسے، دھماکے کیے اور فائرنگ شروع کی۔ ہندوستانی فوج اور اس کے جانباز کمانڈوز کو تین دن لگے، تب جا کر کہیں ان پر قابو پایا جا سکا۔ لیکن اس دہشت گردی کا آغاز ہوتے ہی بھارت کی سراغ رساں ایجنسیوں نے اپنی اہلیت کے کمال کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلکہ یوں کہہ لیں کہ سراغ رسانی کی تاریخ میں ایک معجزہ دکھاتے ہوئے اس حقیقت کو پا لیا کہ یہ دہشت گردی پاکستان نے کروائی ہے۔ بات سکیورٹی ایجنسیوں اور وزارتِ داخلہ تک رہتی تو کہا جا سکتا تھا کہ بیچارے نوکری کی فکر میں اول فول بک گئے ہیں، حکومتی سربراہ وزیراعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ خود اس حتمی نتیجہ پر پہنچ گئے اور انہوں نے اسی دن قوم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دہشت گردی کی جڑیں ملک سے باہر ہیں، ہمارے پڑوسیوں کو اپنی سرزمین دہشت گردوں کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ اور پاکستان کے وزیراعظم سے مطالبہ کر ڈالا کہ اپنے ڈی جی آئی ایس آئی کو بھارت بھیجو، ہم انکوائری کرنا چاہتے ہیں (ہمارے پیرزادہ وزیراعظم کے مثبت جواب کا معاملہ بھی اہلیت کے حوالہ سے ایک المیہ ہے جس کا پھر کبھی ذکر کیا جائے گا)۔ بھارت کے وزیر خارجہ پرناب مکھرجی کے بارے میں بہترین تبصرہ تو یہی ہے کہ بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق انہوں نے پاکستان کے نوخیز وزیر خارجہ کے ساتھ جو اس وقت بھارت کا دورہ کر رہے تھے، اکٹھے سفر کرنا تھا۔ سفارتی زبان میں وہ وزیر پروٹوکول تھے۔ انہوں نے ہمارے وزیر خارجہ کے ساتھ سفر کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے حکومت پاکستان کو ایسا خوفناک فون کیا، معلوم ہوتا تھا کہ ان کے ایک ہاتھ میں ریسیور اور دوسرے میں ایٹم بم ہے۔ اور پاکستان کو بتایا کہ آپ کی تنظیم لشکر طیبہ نے جو ممبئی پر حملہ کیا ہے، اس کا ہم آپ کو اچھی طرح مزہ چکھائیں گے۔ چھوٹے سے بڑے تک سب بھارتیوں کا ردعمل اصلاً اسی سراغ رسانی کا کمال تھا، جس کے نتیجہ میں دوران اپریشن بغیر گرفتاری اور موقع کا معائنہ کیے بغیر (کیونکہ ابھی جائے واردات دہشت گردوں کے قبضہ میں تھی) ہندوستان کی انتہائی اہم انٹیلی جنس ایجنسیاں پاکستان کی طرف انگلی اٹھا چکی تھیں۔ یعنی ایمپائر نے فیصلہ دے دیا اور پاکستان کو ایل بی ڈبلیو قرار دے دیا گیا۔ ہمارا معاملہ یہ ہے کہ ہم حیرت زدہ ہیں اور یقین کیجیے کہ ہم بھارتی سراغ رساں ایجنسیوں کے معاملے میں کسی قسم کے حسد کا شکار نہیں ہوئے، لیکن ہم خود اپنے اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہیں کہ اتنی اہل اور اس فن میں کمال تک پہنچی ہوئی ان سراغ رساں ایجنسیوں نے اس کشتی کا سراغ کیوں نہ لگایا جو کراچی سے دو درجن افراد کو لے کر چلتی ہے، گجرات سے ہو کر ممبئی کے ساحل پر پہنچتی ہے، بڑے سکون سے گولہ بارود اور وہ اسلحہ جو وہ ہوٹلوں میں تین دن تک چلاتے ہیں، اسے ساحل پر اتارتے ہیں۔ پھر خراماں خراماں ممبئی شہر میں فائرنگ کرتے ہوئے داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر قبضہ جمانے کے لیے اُن دو فائیو سٹار ہوٹلوں کا انتخاب کرتے ہیں، جہاں چیکنگ کے سخت ترین انتظامات ہوں گے۔ اگر کوئی صاحب خیر ہمیں بھارت کی سراغ رساں ایجنسیوں سے ان سوالات کا جواب دلا دیں تو ہمیں تسلیم کر لینے میں کیا اعتراض ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ دہشت گرد کون تھے؟ جنہوں نے خطے کے امن کو تہہ و بالا کرنے سے گریز نہیں کیا۔ البتہ یہ بات نوٹ کی جانی چاہیے کہ جو وقت اس کشتی کا ممبئی کے ساحل پر لگنے کا بتایا جاتا ہے، اس وقت بھارت بحری مشقوں میں مصروف تھا۔ گویا یہ وہ دن (باقی صفحہ 7 پر)

یورپ سے ایک خط

[بالِ جبریل]

ہم خوگرِ محسوس ہیں ساحل کے خریدار اِک بحرِ پُر آشوب و پر اسرار ہے رومیؔ!
تو بھی ہے اِسی قافلۂ شوق میں اقبالؔ! جس قافلۂ شوق کا سالار ہے رومیؔ
اِس عصر کو بھی اُس نے دیا ہے کوئی پیغام؟ کہتے ہیں چراغِ رہِ احرار ہے رومیؔ

جواب

کہ نباید خورد و جَو ہمچوں خراں آہوا نہ در ختن چرار غواں
ھرکہ کاہ و جَو خورد قرباں شود ھرکہ نورِ حق خورد قرآں شود

یہ مختصر سی نظم اُسی انداز کی ہے جس طرح ''پیر و مرشد'' کے عنوان والی نظم ہے۔ ''پیر و مرشد'' میں ''مرید ہندی'' کے کردار میں خود اقبال ہیں جو بعض ایسے استفسارات پیش کرتے ہیں جن کے جوابات بڑے حکیمانہ اسلوب میں مولانا روم نے دیئے۔ زیرِ تشریح نظم کے تین اشعار تو خود علامہ اقبال کے ہیں، جن کا متن یورپ سے علامہ اقبال کے نام ایک خط سے ماخوذ ہے۔ اِن اشعار میں مولانا روم کی حکمت و دانش کے حوالے سے بعض سوالات اُٹھائے گئے ہیں جن کا جواب آخری دو اشعار میں موجود ہے۔ یہ دونوں اشعار مولانا روم کے ہیں۔

خوگرِ محسوس سے وہ قوم مراد ہے جس کا زاویۂ نگاہ مادّہ پرستانہ ہو۔

''ساحل کے خریدار'' سے وہ قوم مُراد ہے جس کی رسائی صرف مادی علوم تک ہو۔

بحرِ پُر آشوب و پُر اسرار سے رُوحانی حقائق و معارف مُراد ہیں، جن کے سمجھنے کے لیے بصیرت درکار ہے۔

قافلۂ شوق سے اصحابِ معرفت یا رُوحانیت کے علم برداروں کی جماعت مُراد ہے۔

''احرار'' سے وہ لوگ مُراد ہیں جو علائق دنیاوی اور خواہشات نفسانی سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔

اہلِ یورپ نے اقبال کو ایک خط میں لکھا کہ ہم لوگ چونکہ مادہ پرستی کو شعارِ زندگی بنا چکے ہیں، اس لیے ہماری رسائی صرف مادی علوم تک ہے۔ چونکہ رومی کا کلام رُوحانی حقائق و معارف سے لبریز ہے، اس لیے ہم اِس سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ لیکن آپ (اقبال) بھی اِسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، جس کا پیشوا رومی ہے، اس لیے ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ انہوں نے موجودہ زمانے کے لوگوں کو بھی کوئی پیغام دیا ہے؟ یہ سوال ہم نے آپ سے اس لیے کیا ہے کہ ہم نے معتبر ذرائع سے یہ سُنا ہے کہ رومی کا کلام (مثنوی معنوی) اُن لوگوں کے لیے چراغِ راہ کا حکم رکھتا ہے جو رُوحانیت کے دل دادہ ہیں۔

اقبال نے اِس خط کے جواب میں یہ لکھا کہ بے شک رومی کی مثنوی جواہرات کی کان ہے۔ میں آپ کے فائدے کے لیے دو شعر ذیل میں درج کرتا ہوں، جو عصرِ حاضر کے حق میں زندگی کا پیغام ثابت ہو سکتے ہیں:

کہ نباید خورد و جَو، ہمچوں خراں
آہوا نہ درختن چرار غواں
ھرکہ کاہ و جَو خورد قرباں شود
ھرکہ نُورِ حق خورد قرآں شود!

''کاہ و جَو'' سے مُراد ہیں، وہ مادی علوم و فنون جو روحانیت کو فنا کر دیتے ہیں۔

خراں کا مطلب ہے احمق، بے وقوف لوگ۔

ختن: چینی تُرکستان میں ایک ضلع ہے، جہاں کے ہرنوں کی ناف سے بہترین قسم کا مُشک نکلتا ہے۔

ارغوان: ایک پودا ہے جس کے پھول بہت دلکش، سُرخ رنگ کے ہوتے ہیں۔ خطا اور ختن کے علاقوں میں یہ پودا بکثرت اُگتا ہے۔ چونکہ اس کا رنگ بہت دلکش ہوتا ہے، اسی لیے سُرخ شراب کو شرابِ ارغوانی کہتے ہیں۔

مرشد رومیؒ فرماتے ہیں کہ گدھوں کی طرح گھاس اور جَو مت کھاؤ، بلکہ ختن کے ہرنوں کی طرح گُلِ ارغواں کھاؤ۔ یاد رکھو، جو شخص گھاس اور جَو کھاتا ہے، اُس کا انجام اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ وہ گائے اور بھیڑ بکریوں کی طرح قربانی کے کام آ جائے، لیکن جو شخص نُورِ حق کھاتا ہے، وہ قرآن بن جاتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی شخصیت کی قدر و قیمت تشکیل سیرت پر موقوف ہے، اور سیرت کی تشکیل صرف دینی علوم کی تحصیل سے ہو سکتی ہے۔ اس لیے انسان کو اپنی پوری توجہ قرآن اور حدیث کا صحیح علم حاصل کرنے پر مبذول کرنی چاہیے۔

اسلام امن وسلامتی کا علمبردار ہے

درحقیقت وہ لوگ جو خود دہشت گرد ہیں، اپنے گھناؤنے جرائم پر پردہ ڈالنے اور اسلام کا راستہ روکنے کے لیے دہشت گردی کا سارا نزلہ اسلام پر گرا رہے ہیں

مسجد دارالسلام باغ جناح، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 14 نومبر 2008ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۂ آل عمران کی آیات 134,133 کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد!]

حضرات! حال ہی میں بین الاقوامی سطح پر اقوام متحدہ کے زیر اہتمام بین المذاہب کانفرنس منعقد ہوئی۔ اِس کانفرنس میں ہمارے صدر آصف علی زرداری بھی شریک ہوئے۔ سعودی عرب کے فرمانروا شاہ عبداللہ اِس میں پیش پیش رہے۔ اِس کانفرنس کے انعقاد کا بظاہر مقصد تو یہ ہے کہ مذاہب کے درمیان ایک ڈائیلاگ ہو، اور باہمی مکالمے اور گفت وشنید کے ذریعے رواداری اور امن وآشتی کے ساتھ رہنے کے کچھ اصول وضوابط طے کئے جائیں۔ یہ بظاہر خوشنما مقصد ہے۔ لیکن کانفرنس کا اصل مقصد یہ نہیں، کچھ اور ہے۔ یہ کانفرنس جس پس منظر میں ہو رہی ہے، وہ یہ ہے کہ "دہشت گردی" کے خلاف پوری دنیا کو متحد کیا جائے۔ شاہ عبداللہ نے بھی اپنی تقریر میں اِسی بات پر زور دیا ہے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ دشمنوں نے دہشت گردی کو اسلام سے جوڑ دیا ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے اپنوں کی نااہلی اور غیروں کی گھناؤنی سازش کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اسلام اور دہشت گردی مترادف شمار ہونے لگے ہیں۔ اس کانفرنس کے ذریعے سارا نزلہ اسلام پر گرایا گیا۔ دنیا کو یہ باور کرایا گیا کہ اسلام دہشت گردی کو فروغ دیتا ہے اور دوسرے مذاہب کے خلاف نفرت پیدا کرتا ہے، لہٰذا اِس وقت اسلام کو ٹھیک کرنے اور مسلمانوں کو دوسری اقوام کے ساتھ اپنے تعلقات کو صحیح کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر فی الواقع کانفرنس کے مقاصد نیک ہوتے تو اپنے دیرینہ تعصب اور عداوت کی بنیاد پر اسلام کو نشانۂ ستم بنانے کی بجائے، دہشت گردی کی تعریف معیّن کی جاتی، دنیا کو بتایا جاتا، دہشت گردی کس بلا کا نام ہے اور اصل دہشت گرد کون ہے؟ دہشت گردی تو یہ ہے کہ آپ جھوٹا الزام عائد کر کے دوسرے ملکوں پر چڑھائی کر دیں، افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں، عراق کی سالمیت کو تباہ کر دیں، لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا دیں۔ درحقیقت وہ لوگ جو خود دہشت گرد ہیں، اپنے گھناؤنے جرائم پر پردہ ڈالنے اور اسلام کا راستہ روکنے کے لیے دہشت گردی کا سارا نزلہ اسلام پر گرا رہے ہیں۔ اسلام کے حوالے سے یہود و نصاریٰ سے ہمیں کسی بھی خیر کی توقع ہرگز نہیں رکھنی چاہیے۔ یہ لوگ اسلام کی شمع کو بجھا دینا چاہتے ہیں۔ قرآن حکیم نے چودہ سو سال پہلے ہی یہ بات بتا دی تھی کہ "یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کیے بغیر رہنے کا نہیں۔ اگرچہ کافروں کو بُرا ہی لگے۔" (سورۃ التوبہ: 32) دہشت گردی کے حوالے سے یہود و نصاریٰ پوری دنیا میں جو کچھ بھی کر رہے ہیں، اُس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام کا پھیلاؤ روک کر اپنے شیطانی نظام کی راہ ہموار کی جائے۔ اُن کا ایجنڈا اور منشا بالکل واضح ہے۔ وہ ہمیں اسلام سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے تعلق سے قرآن کا دوٹوک فیصلہ ہے:

> دہشت گردی تو یہ ہے کہ آپ جھوٹا الزام عائد کر کے دوسرے ملکوں پر چڑھائی کر دیں، افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں، عراق کی سالمیت کو تباہ کر دیں لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا دیں

﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ (البقرہ:120)

"اور ہرگز ہرگز یہود و نصاریٰ تم سے راضی نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ تم (دین و مذہب وثقافت ہر اعتبار سے) اُن کی ملت کی پیروی کرو۔"

یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ کفار کی ہم پر جارحیت، ہمارے خلاف پروپیگنڈا، اور ہمیں ڈکٹیشن دینا یہ سب کچھ دراصل جرم ضعیفی کی سزا ہے۔ ہم اسلام کی شاہراہ سے ہٹ کر کمزور ہو چکے ہیں، اس لیے اُن کی ڈکٹیشن، اُن کے خیالات، اُن کی ہدایات کو ماننے پر مجبور ہیں۔ وہ دہشت گردی کو ہم مسلمانوں پر منطبق کرتے ہیں، تو ہمیں اسی کو ماننا پڑتا ہے۔ اور اُن کی سوچ سے ہم اختلاف کی جرأت ہی نہیں کر سکتے۔ یہ کس قدر افسوسناک صورتحال ہے۔

اسلام کو دہشت گردی سے جوڑنا سراسر صلیبی وصیہونی تعصب اور بغض کا مظہر ہے۔ اسلام کا دہشت گردی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اُسے دہشت گردی سے جوڑنا ایسے ہی ہے جیسے دن کے بے عیب اجالے کو رات کی ظلمت و تاریکی قرار دیا جائے۔ اسلام تو امن وسلامتی کا حامل دین ہے، رحمت ورافت کا دین ہے۔ اسلام کا منبع ہی سلامتی ہے۔ "اسلام" کا لغوی مفہوم ہی سلامتی دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام ہی مسلمان رکھا ہے۔ ہم امن وسلامتی کے نقیب ہیں۔ سورۃ الحج میں فرمایا:

﴿هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ ھٰذَا﴾ (آیت 78)

"اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔ (اور تمہارے لیے) تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین (پسند کیا۔) اس نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی۔"

حضرت ابراہیمؑ بھی مسلم تھے اور اسلام ہی کی تعلیم دیتے آئے تھے اور اسلام کا مکمل اور کامل ایڈیشن وہ ہے جو نبی آخر الزمان ﷺ لے کر آئے ہیں۔ اِس میں کوئی شک

نہیں کہ اسلام امن وسلامتی کا دین ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ایک وقت میں رحمۃ للعالمینؐ کو بھی تلوار اٹھانا پڑی کہ بعض اوقات رحمت کا بھی تقاضا ہوتا ہے۔ کسی شخص کو کینسر ہو گئی ہو اور وہ پورے جسم میں پھیل رہی ہو تو ڈاکٹر ہاتھ کاٹ دیتے ہیں، تاکہ باقی جسم محفوظ رہے۔ ڈاکٹر کا یہ اقدام بظاہر تو دوسرے کو ہاتھ سے محروم کرنا ہے، لیکن حقیقت میں اُس کی زندگی کا تحفظ ہے، اور اُس کی خیر خواہی اور بھلائی کا تقاضا ہے جو ڈاکٹر نے پورا کیا ہے۔

اسلام کس قدر امن وسلامتی کا علمبردار ہے۔ اس کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؐ نے مسلمان کی تعریف ہی یہ فرمائی کہ

((المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده))

''مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

بین الانسانی معاملات میں یہ کس قدر حکیمانہ فرمان نبوی ﷺ ہے۔ اسلام محض پوجا پاٹ کا نام نہیں مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ یہ پوری زندگی کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی تعلیم پر استوار کرنا چاہتا ہے۔ اسلام نے جتنا زور حقوق العباد پر دیا ہے کسی اور مذہب نے نہیں دیا۔ اس کے اہم ترین نکات میں سے ایک دوسروں کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ اِس کا منشاء یہ ہے کہ دوسرے لوگ آپ کی ایذا سے محفوظ رہیں۔ آپ کی زبان اور ہاتھ سے انہیں تکلیف نہ پہنچے۔ زبان اور ہاتھ، یہی دو ذریعے ہیں جن سے انسان بالعموم دوسروں کو تکلیف پہنچاتا ہے، اور انہی کے غلط استعمال سے معاملات میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے، اور محبت کی بجائے نفرت اور بغض و عداوت جنم لیتی ہے۔ اس لیے واضح فرمادیا کہ اصل مسلمان وہ ہے جو اِن دونوں پر قابو پائے اور انہیں ایذا رسانی کا ذریعہ بننے سے بچائے۔

اسلام کے دین رحمت ہونے کا ایک بہت بڑا مظہر آپؐ کی رحمت للعالمینی ہے، آپ کی رحمت و رافت اور اخلاق کریمانہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ دنیا کے سب سے بڑے انقلابی رہنما بھی ہیں۔ آپؐ نے جتنا کامل انقلاب برپا کیا، کسی اور نے نہیں کیا۔ یہ بات اسلام دشمنوں نے بھی مانی ہے۔ عام طور پر انقلابیت کے ساتھ سخت گیری، درشتی اور بے رحمی کے تصورات وابستہ ہوتے ہیں۔ جو شخص انقلابی ہوتا ہے، وہ سنگ دل بھی ہوتا ہے۔ اُس میں نرمی و مروت نہیں ہوتی۔ لیکن آپؐ وہ عظیم ترین انقلابی قائد ہیں جو اپنی ذات میں رحمت و رافت کا پیکر تھے۔ آپؐ اخلاق عالیہ کی اعلیٰ ترین منزل پر فائز تھے۔ رحمت آپؐ کی نمایاں شان تھی۔

خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ کفار و منافقین کے ساتھ سختی کیجیے کہ یہ آپ کی رحمت و شفقت کے مستحق نہیں۔ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ﴾ (التوبہ:73)

''اے پیغمبر ﷺ! کافروں اور منافقوں سے لڑو، اور ان پر سختی کرو۔''

سورۂ آل عمران کی آیت 133 میں لوگوں کو مغفرت چاہنے اور حصول جنت کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ اور آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا، اور جنت کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ متقین کے لیے تیار کی گئی ہے۔

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝﴾

''اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ اور جو (اللہ سے) ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

آگے متقین کی تعریف کی گئی ہے، کہ وہ کن صفات کے حامل ہوتے ہیں۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سماج کے لیے کس قدر مفید اور اعلیٰ کردار کے حامل افراد تیار کرنا چاہتا ہے۔ یہ افراد دوسروں کے ساتھ ظلم و زیادتی کا رویہ نہیں اپناتے، بلکہ انسانی ہمدردی کے جذبے سے سرشار رہتے ہیں، اور عفو و درگزر اُن کا شعار ہوتا ہے۔ فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ﴾

''جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔''

متقین کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ خوشحالی اور تنگی دونوں حالتوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ خرچ کرنا ایک تو اللہ کے دین کے غلبے کے لیے ہے۔ لیکن اِس کے ساتھ ساتھ جس چیز کی شدت کے ساتھ تلقین کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ کی رضا جوئی کے لیے مخلوق خدا کی بھلائی میں مال خرچ کیا جائے، خدمت خلق کے کاموں میں مال لگایا جائے محتاجوں اور ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کی جائیں۔ اگر اللہ نے آپ کو وسعت اور کشائش عطا کی ہے، اور آپ کے پڑوس کے بچے رات کو بھوکے سوتے ہیں تو روز قیامت آپ کا گریبان پکڑا جائے گا کہ تم نے اُن کی مدد کیوں نہ کی۔ سماجی زندگی میں پڑوسی تو سب سے بڑھ کر

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

قوی (اور پہلوان) وہ نہیں جو دوسروں کو کشتی میں پچھاڑ دے بلکہ وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو کرے

پریس ریلیز — **26 نومبر 2008ء**

فیڈرل بورڈ کی طرف سے سپریم کورٹ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چیف جسٹس کی صاحبزادی کے نمبروں میں اضافہ کی خبر انتہائی افسوسناک اور شرمناک ہے

حافظ عاکف سعید

فیڈرل بورڈ کی طرف سے سپریم کورٹ کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چیف جسٹس کی صاحبزادی کے نمبروں میں اضافہ کی خبر انتہائی افسوسناک اور شرمناک ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ عدلیہ کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز ایک شخص کا دوسرے طلبہ کا حق چھیننا انتہائی قابل مذمت ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس خبر کی مکمل تحقیقات کی جائیں اور اگر یہ درست ثابت ہو تو اس معاملہ کو جوڈیشل کونسل کو ریفر کر کے چیف جسٹس کو اس عہدہ سے برطرف کیا جائے اور تحقیقات مکمل ہونے تک چیف جسٹس اپنے منصبی فرائض ادا نہ کریں۔ انہوں نے انصار عباسی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ میڈیا نے اس حوالہ سے بڑا مثبت رول ادا کیا ہے۔ اگر صحافتی ذمہ داریاں دیانتداری سے ادا کی جائیں تو پاکستان سے کرپشن کو ختم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

آدمی کے حسن سلوک کا حقدار ہے۔ اِسی لیے تو آپؐ نے فرمایا کہ جبرائیل امین نے پڑوسی کے حقوق کی اتنی تائید کی کہ مجھے یہ خیال گزرا، شاید اللہ تعالیٰ وراثت میں بھی اس کا حصہ مقرر فرمادے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے، آپؐ نے قسم کھا کر اُس شخص کے ایمان کی نفی فرمادی جس کی ایذا رسانیوں سے اِس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

آگے فرمایا:

﴿وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ o﴾

''اور وہ غصہ کو پی جانے والے، اور لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

متقین کی بنیادی صفات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ اپنے غصے پر قابو پاتے ہیں اور اگر کوئی غلطی کرے یا ان پر زیادتی کا مرتکب ہو، تو اسے معاف کر دیتے ہیں۔ یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہم ان صفات کو اپنائیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ ایک آدمی ہمیں ایذا پہنچائے تو ہم بھی بازو چڑھا کر میدان میں آجائیں اور اُس پر ظلم وزیادتی کر کے اپنی آتش غضب کو بجھائیں۔ نہیں، بلکہ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ غصے پر کنٹرول ہو اور دوسروں کی خطاؤں کو معاف کر دیا جائے۔ ہمارے دین نے ہمیں جو سکھایا ہے، اس کے مطابق طاقتور آدمی وہ ہے جو اپنے غصہ پر قابو پالے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قوی (اور پہلوان) وہ نہیں جو دوسروں کو کشتی میں پچھاڑ دے بلکہ وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو کرے۔ غور کیجیے، سماجی زندگی میں امن وسلامتی، رحمت ورأفت اور حسن اخلاق کا اس سے بڑا درس اور کیا ہو سکتا ہے، جو یہاں دیا گیا ہے۔ متقین کی تعریف میں تحمل و برداشت، عفوودرگزر اور غصے پر قابو پانے کو شامل کیا گیا۔ یہ اعلیٰ اخلاقی اوصاف ہیں اور حسن اخلاق کے بڑے مظاہر ہیں۔ اسلام نے حسن اخلاق کو بڑا اونچا مقام دیا ہے۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی اپنے حسن اخلاق کی بدولت وہ مقام حاصل کر سکتا ہے جو الصائم القائم (ہمیشہ روزہ رکھنے والا) کا ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح کر دی جائے کہ اگرچہ امن وسلامتی، اخلاقی اقدار اور حسن اخلاق کی تعلیم یہودیت اور عیسائیت میں بھی دی گئی، یہ ان کا بھی بنیادی درس تھا، لیکن انہوں نے ان تعلیمات کو بھلا دیا۔ اپنی کتابوں میں تحریف کر ڈالی۔ امن وسلامتی، عدل وانصاف، اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا کامل ایڈیشن، اب صرف اور صرف اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کو جو ہدایت عطا فرمائی تھی، انہوں نے اس ہدایت کو پس پشت ڈال دیا۔ اس بنا پر یہود اللہ کے غیض وغضب کا شکار ہوئے اور ان پر ذلت ومسکنت تھوپ دی گئی۔ نصاریٰ بدترین گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ سورۃ الفاتحہ میں ہم جہاں اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم پر چلانے کی التجا کرتے ہیں، وہاں یہ دعا بھی مانگتے ہیں کہ اللہ ہمیں ان لوگوں کی راہ پر نہ چلانا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان لوگوں کے راستے پر چلانا جو گمراہ ہوئے۔ مفسرین کا کہنا ہے کہ اللہ کے غضب میں گھرنے والے یہود ہیں اور جو گمراہ ہوئے ان سے مراد نصاریٰ ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور اِن تعلیمات پر مبنی نظام زندگی کو غالب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

بقیہ: اداریہ

تھے جب سکیورٹی اتنی سخت ہوتی ہے کہ پرندہ پر نہیں مار سکتا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جہاں اس سانحہ سے بھارت کے سکیورٹی laps سامنے آئے ہیں، وہاں یہ بات بھی واضح ہوئی ہے کہ بھارت کا میڈیا اور انہیں بریف کرنے والی وزارت خارجہ کو کہانی گھڑنے اور ثبوت manufacture کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ نقل بمطابق اصل ممکن نہ ہو تو کم از کم ایسی بات تو ہونی چاہیے کہ سٹوری بالکل مذاق نہ بن جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امیر تنظیم اسلامی نے ایک پریس کانفرنس میں حالات کا جو تفصیلی تجزیہ پیش کیا ہے، وہ حقیقت کے بہت قریب ہے۔ بھارت کے میڈیا اور سرکار کو سمجھنا چاہیے کہ آج کا انسان اندھا بہرہ نہیں ہے۔ وہ دیکھنے اور سننے کے بعد حقیقت تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ہمارے لیے باعث تشویش سانحہ ممبئی کے ردِعمل میں ہونے والے کراچی کے ہنگامے ہیں، جس میں اب تک کئی قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں اور بہت سے شہری زخمی ہوئے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ متحدہ کے قائد الطاف بھائی کی امن کے لیے بار بار کی گئی اپیلیں بھی رائیگاں گئیں۔ سندھ کے شہروں میں ایم کیو ایم اور دیہی علاقوں میں پیپلز پارٹی کو عوامی مینڈیٹ حاصل ہے اور ان دونوں جماعتوں کی مشترکہ حکومت ہے۔ وہ عوام کو پرامن رکھنے میں کیوں کامیاب نہیں ہو سکے۔ عوام نے ان کی اپیلوں کو درخور اعتنا کیوں نہیں سمجھا۔ ہماری رائے میں یہ ان دو جماعتوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ آخر میں ہم ان قبائلیوں اور طالبان کی تنظیم کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے ہر روز کی بمباری اور میزائل حملوں کے باوجود حکومت پاکستان کو یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا تو وہ تمام تر اختلافات کو فراموش کر کے افواجِ پاکستان کے شانہ بشانہ بھارت کو منہ توڑ جواب دیں گے۔ حکومت پاکستان اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دہشت گردی کی جنگ سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ اپنے قبائلی بھائیوں سے مذاکرات کر کے غلط فہمیاں دور کرے۔ اور تمام مذہبی وسیاسی قائدین سر جوڑ کر بیٹھیں کہ کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے کہ پاکستان ایسا مضبوط و مستحکم ملک بن جائے کہ کوئی بھی دشمن خواہ بھارت ہو یا اسرائیل ہماری طرف انگلی اٹھانے سے پہلے سو بار سوچے۔

نوٹ: بمبئی حملوں کے حوالہ سے تنظیم کا نقطۂ نظر سمجھنے کے لئے قارئین سے گزارش ہے کہ وہ امیر تنظیم کی پریس کانفرنس (صفحہ 9 پر) کا بغور مطالعہ کریں۔

ادارہ ''ندائے خلافت'' کی جانب سے قارئین ''ندائے خلافت'' کو

عید مبارک

قارئین نوٹ فرما لیں کہ

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث پریس اور دفاتر بند رہیں گے، لہٰذا ندائے خلافت کا آئندہ شمارہ شائع نہ ہوگا (ادارہ)

کچھ حیران کن باتیں احسان مندوں کے بارے میں

محمد سمیع

یہ ایوب خان کے فیلڈ مارشلی دور حکومت کی بات ہے۔ انہوں نے مشرقی پاکستان میں عبدالمنعم خان کو گورنر مقرر کر رکھا تھا۔ ان کا تعلق میمن سنگھ سے تھا۔ پیشے کے اعتبار سے وہ ایک وکیل تھے۔ ایوب خان کے بڑے احسان مند ہوا کرتے تھے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ میں تو ایک تھرڈ کلاس وکیل تھا۔ ایوب خان نے مجھے گورنر بنا دیا۔ ان کے بارے میں لوگوں میں ایک لطیفہ مشہور تھا کہ جب کبھی اسلام آباد سے فون آتا ہے اور انہیں ایوب خان کی آواز سنائی دیتی ہے تو وہ فوراً ایس سر کہتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

گورنر ہونے کی بنا پر وہ ڈھاکہ یونیورسٹی کے چانسلر بھی ہوا کرتے تھے۔ ایک موقع پر انہیں طلبہ میں اسناد تقسیم کرنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ جب طلبہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس تقریب کا بائیکاٹ کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم ایک جاہل آدمی کے ہاتھوں سے سند نہیں لینا چاہتے۔ ڈھاکہ میں ایک جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے اس واقعے کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ میں ان طلبہ سے کہتا ہوں کہ بھائی میں تو تمہیں حاجی کہنے کے لئے تیار ہوں، تم مجھے حاجی کہنا نہیں چاہتے تو نہ کہو، کم از کم پاجی تو نہ کہو۔

ہم خود پر کسی کے احسان کا مشکل سے اعتراف کرتے ہیں لیکن جو حضرات احسان مندی کا جذبہ رکھتے ہیں اور اگر کسی کے ممنون احسان ہوتے ہیں تو اپنے محسنوں کے لئے سب کچھ کر گزرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ امریکہ نے پرویز مشرف پر احسان کیا کہ انہیں کیمپ ڈیوڈ میں مدعو کر لیا۔ کسی سربراہ حکومت کے لئے یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہوتی ہے۔ اور مسلمان حکمراں تو اسے اپنے لئے بہت ہی بڑے اعزاز کی بات سمجھتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ کتنے مسلمان قائدین کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔ مصر کے صدر انور سادات کو، فلسطین کے رہنما یاسر عرفات کو یا پھر پرویز مشرف کو۔ لیکن ان سب کا انجام دیکھ لیں۔ انور سادات قتل کر دیئے گئے۔ یاسر عرفات کا آخری دور کس کیفیت میں گزرا، یہ ہم سب کو معلوم ہے۔ اور اپنے پرویز مشرف ہی کو دیکھ لیں کہ جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سیاہ و سفید کے مالک رہے، ان کا جو حال ہے، اسے آپ اس شعر کے آئینے میں سمجھ سکتے ہیں

اسی خاطر تو قتل عاشقاں سے منع کرتے تھے
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کارواں ہو کر

پرویز مشرف نے امریکہ کے اس احسان کا صلہ نہ صرف قتل عاشقاں سے دیا بلکہ بردہ فروشی کی سطح تک جا پہنچے۔ افغانستان کے بگرام کے اڈے پر اور گوانتاناموبے کیمپ میں جو قید و بند کی صعوبتوں سے گزر رہے ہیں وہ تو اس بردہ فروشی کا نتیجہ ہیں ہی، ڈاکٹر عافیہ صدیقی جیسی قوم کی معصوم بیٹی کو اس کے معنوی باپ نے (جی ہاں سربراہ مملکت اپنے لوگوں کا معنوی باپ ہی ہوتا ہے) بے بسی ہی نہیں بلکہ بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکہ کے حوالے کیا، یہ بھی اس کے نزدیک اس امریکی احسان کے بدلے کی ہی ایک صورت تھی۔ گزشتہ آٹھ سال کے عرصے میں وطن عزیز میں جو کچھ ہوا، وہ اسی احسان مندی کے مظاہر ہی تو ہیں، خواہ وہ لال مسجد کے غازی عبدالرشید سمیت معصوم طلبہ و طالبات کی شہادت کی شکل میں ہو، چاہے ڈالروں کے عوض اپنے شہریوں کو امریکہ کے حوالے کرنے کا معاملہ ہو، چاہے قبائلی علاقوں اور سوات سمیت بلوچستان کے عوام کے خلاف فوجی آپریشن ہو اور چاہے ان سب کے نتیجے میں وطن عزیز کی خود مختاری اور سالمیت کا پوری دنیا کے سامنے ایک سوال بن جانا ہو۔

قوم ان کے اتنے سنگین جرائم سے کس طرح صرف نظر کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بیان دیا کہ ہم نے پرویز مشرف کو معاف کر دیا ہے تو عوام کی جانب سے یہ سوال اٹھا کہ انہیں وزارت عظمیٰ کی کرسی پر کیا اسی لئے بٹھایا گیا تھا۔ لیکن وہ بیچارے بھی کیا کریں۔ آج اگر وہ وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہیں تو یہ بھی امریکہ کا ہی احسان ہے۔ امریکہ نے پرویز مشرف کے ذریعے ان کی پارٹی کی چیئرپرسن اور ان کے شوہر نامدار کے لئے این آر او جاری کروایا تھا۔ ان کی چیئرپرسن کے دامن پر تو این آر او کا دھبہ نہ لگ سکا کہ یہ مشیت ایزدی ہی میں نہ تھا، البتہ ان کے شوہر نامدار نہ صرف این آر او سے مستفید ہوئے بلکہ اس مقام پر فائز ہو گئے، جہاں اس سے قبل پرویز مشرف فائز تھے۔ پرویز مشرف کے خلاف عوامی نفرت کی لہر ان کے اقتدار کے ساتویں سال سے شروع ہوئی، لیکن موجودہ صدر کے خلاف عوام نے سات ماہ بھی صبر سے کام نہ لیا۔ ابتدا یہ ہے تو اس سے انتہا کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ بہرحال یہ احسان مندی کا جذبہ ہی تھا کہ پرویز مشرف کے لئے وطن سے نکلنے کی راہ ہموار کر دی گئی۔ شنید ہے کہ وہ لیکچر دینے برطانیہ گئے ہیں۔ ع ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔ برطانیہ کے آگے امریکہ ہے۔ امریکہ کے پرویز مشرف آج بھی احسان مند ہیں کہ جس کے الوداع ہوتے ہوئے صدر نے بظاہر انہیں مکافات عمل سے بچا لیا ہے۔ لیکن مکافات عمل تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے طے ہوتا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت کسی کو مکافات عمل سے نہیں بچا سکتی۔

غور کی بات یہ ہے کہ ان سارے انتظامات کو جو امریکہ، پرویز مشرف اور آصف علی زرداری کے درمیان طے پائے ہیں مفاہمت کا نام دیا جا رہا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ مفاہمت کیا پاکستان کے حق میں ہے، اس کے عوام کے حق میں ہے۔ نہیں! بلکہ یہ صرف صاحبان اقتدار کے حق میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں ایک شہری کے قاتل کو پھانسی دے دی جاتی ہے کیونکہ ملکی قانون کا تقاضا ہے لیکن ہزاروں افراد کے قاتلوں اور ملک و ملت کی آبرو کو خاک میں ملانے والوں کو محفوظ راستہ دے دیا جاتا ہے، کیونکہ ملکی قانون کا ان پر بس نہیں چلتا۔ یاد کریں نبی اکرم ﷺ کا وہ ارشاد گرامی، جس کا مفہوم یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر عذاب اس لئے آیا کہ اگر کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیا جاتا تھا اور اگر کوئی عام آدمی جرم کرتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہؓ بنت محمد ﷺ سے بھی چوری کا جرم سرزد ہوتا تو اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیئے جاتے۔ اس ارشاد میں نبی اکرم ﷺ کی جانب سے ہمارے لئے وعید بھی ہے اور اسوہ بھی۔ لیکن افسوس کہ ہم آپؐ کے اسوہ کو چھوڑ کر وعید کے مستحق بن چکے ہیں۔ ایسے میں ہم پاکستانیوں کو جن حالات کا سامنا ہے، اگر ان سے بدتر حالات بھی پیش آئیں تو کم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپؐ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اس عذاب کے سائے سے جو ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے، بچ سکیں۔

امیر تنظیم اسلامی کی پریس کانفرنس

بتاریخ یکم دسمبر 2008ء

عنوان: پاکستان کی سرحدی حدود میں امریکی مداخلت اور ملکی سالمیت کو درپیش خطرات

میں تنظیم اسلامی کی جانب سے آپ سب حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ ہماری دعوت پر ملکی خودمختاری اور سلامتی کے حوالے سے ہمارے خیالات واحساسات کو جاننے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ چندروز پہلے جب یہ پریس کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا اُس وقت تک ممبئی دھماکوں کا واقعہ اور اس کے نتیجے میں پاک بھارت تعلقات کے حوالے سے پیدا ہونے والی تشویشناک اور ہنگامی صورت حال سے سابقہ پیش نہیں آیا تھا۔ اسی لیے پریس کانفرنس کے عنوان میں اس کا ذکر نہیں ہے' تاہم اب موجودہ پاک بھارت صورت حال پر بھی ان شاء اللہ گفتگو ہوگی۔

ملکی سالمیت و بقا کے حوالے سے ہمارے نزدیک اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ امریکہ اپنے ناپاک ایجنڈے کی تکمیل کی خاطر پاکستان کی فضائی اور زمینی حدود کی مسلسل خلاف ورزی کر رہا تھا اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ امریکی میزائل حملوں کے نتیجے میں انسانی جانوں کا مسلسل ضیاع ہو رہا ہے' بے گناہ عورتیں' بوڑھے اور معصوم بچے خاک وخون میں غلطاں ہیں۔ لوگوں کی املاک تباہ ہو رہی ہیں۔ دوسری طرف خود ہماری حکومت امریکہ سے خوفزدہ اور مرعوب ہو کر اپنے ہی مسلمان شہریوں اور قبائلی علاقوں پر وحشیانہ تشدد کر رہی ہے۔ گن شپ ہیلی کاپٹرز اور مسلسل بمباری کے ذریعے گاؤں کے گاؤں ملیا میٹ کیے جا رہے ہیں۔ شرپسند عناصر کی سرکوبی کی اس مہم میں روزانہ بے شمار بے گناہ جانوں کا ہمارے ہی ہاتھوں قتل عام ہو رہا ہے۔ صرف باجوڑ کے تین لاکھ سے زائد افراد وحشیانہ بمباری سے محفوظ رہنے کے لیے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور کیمپوں میں زندگی برقرار رکھنے کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ انسان چاہے کتنا ہی غریب اور نادار کیوں نہ ہو اُس وقت تک اپنا گھر بار نہیں چھوڑتا جب تک اُس کی جان کو خطرہ نہ ہو۔ ہمارے نزدیک یہ صورتِ حال انتہائی شرمناک ہے اور ریاستی جبر اور ظلم وتشدد کا بدترین مظاہرہ ہے کہ ہم طاقت کے خوف اور ڈالروں کی لالچ میں اپنے محبِ وطن اور محبِ اسلام بے گناہ مسلمان بھائیوں کا خون بہائیں۔ اس طرزِ عمل کے خوفناک نتائج وعواقب سے گویا ہم نے دانستہ آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ حکومت کی اس حالیہ پالیسی کے نتیجے میں نہ صرف فوج اور عوام کے درمیان نفرت کی خلیج حائل ہو چکی ہے بلکہ لشکروں کو تشکیل دے کر ہم نے قبائلی عوام میں باہم منافرت اور دشمنی کے ایسے بیج بو دیے ہیں جو نسل در نسل قتل وغارت گری کو جنم دیں گے۔ اور یوں ہم نادانستہ طور پر یہود ونصاریٰ کے اس ایجنڈے کی تکمیل کا سامان کر رہے ہیں جس کے تحت پاکستان کو مزید حصے بخرے کرنا ان کے بنیادی اہداف میں ہے اور اب انہیں اپنی کامیابی کا اتنا یقین ہے کہ وہ ایسے نقشے بھی بلاجھجک شائع کر رہے ہیں جس میں پاکستان کا جسد پارہ پارہ نظر آتا ہے۔ لہٰذا ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ (1) پاکستان فوری طور پر نام نہاد دہشت گردی کی جنگ سے علیحدگی کا اعلان کرے۔ (2) امریکی میزائل حملوں کے مقابلے میں مضبوط اور باہمت موقف اور طرزِ عمل اختیار کرے۔ (3) نیٹو افواج کی ترسیل براستہ پاکستان بند کی جائے۔ (4) حالیہ اقدام سے قبائلی بھائیوں سے جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں اُن کی تلافی کی جائے۔ اور قائداعظم کے قبائلیوں سے وعدہ کے مطابق وہاں سے فوج کشی ختم کر کے افواجِ پاکستان کو واپس بلایا جائے۔ اور متحارب قبائلیوں سے مثبت مذاکرات کر کے معاملے کو سلجھایا جائے۔

ہم اس امر پر تشویش کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ پارلیمنٹ کی متفقہ قرارداد کے باوجود سوات اور باجوڑ میں فوج کشی کا سلسلہ ختم نہ کرنا' نہ صرف یہ کہ موجودہ جمہوری سیٹ اپ کی کھلی توہین ہے بلکہ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ملک میں بدستور مشرف کی پالیسیوں کی حکمرانی ہے اور ہماری حکومت آج بھی پورے طور پر امریکہ کی غلام ہے۔

اب آیئے چندروز پہلے بھارت میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعہ کی طرف جس نے ایک نئی ہنگامی صورت حال کو جنم دیا ہے۔ یہ واقعہ بھارتی ذرائع کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ بحری راستے سے دو کشتیوں پر 20'25 کے قریب دہشت گرد ممبئی میں داخل ہوئے ہیں۔ وہ تین چار گروپس میں شہر میں پھیل گئے انہوں نے ریلوے سٹیشن پر اندھا دھند فائرنگ کی۔ ایک ریسٹورنٹ اور ایک اسپتال پر فائرنگ کی۔ بعد ازاں دو فائیو سٹار ہوٹل تاج اور اوبرائے پر مسافروں کو یرغمال بنالیا جس کے نتیجہ میں غیر ملکیوں سمیت 200 افراد ہلاک اور ہزاروں زخمی ہو گئے۔ یہ دہشت گرد دو دن ہوٹلوں میں محصور ہو کر فائرنگ کرتے رہے۔ پولیس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ مزاحمت ختم ہونے پر ہوٹلوں سے بھاری اسلحہ برآمد ہوا ہے۔ آپ اس کہانی کے تمام پہلوؤں پر غور کریں کیا آج کے دور میں ممکن ہے کہ دو درجن افراد سمندر کے راستے دنیا کے ایک بڑے شہر میں بغیر کسی مزاحمت کے داخل ہو جائیں اور ڈیڑھ کروڑ آبادی کے شہر میں آزادانہ فائرنگ کرتے پھریں۔ یہ لوگ ہوٹلوں میں اتنی بڑی تعداد میں اسلحہ جمع کر لینے میں کیسے کامیاب ہو گئے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سمجھوتہ ایکسپریس

میں آگ لگی تھی اور درجنوں افراد جھلس کر ہلاک ہو گئے تھے اس حادثے کا ذمہ دار پاکستان کو ٹھہرایا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے ردِعمل میں گجرات میں ہزاروں مسلمانوں کو ذبح کر دیا گیا۔ بعد ازاں ہمنیت کرکرے نامی ایک شخص کو جو بھارت میں anti terrorist کمیٹی کا سربراہ ہے' انکوائری کمیٹی کا چیئرمین بنایا گیا گزشتہ چند ماہ پہلے کمیٹی نے یہ رپورٹ پیش کی کہ پاکستان یا وہاں کی کوئی جماعت اس حادثہ میں قطعی طور پر ملوث نہیں تھی بلکہ انڈین آرمی اس میں ملوث تھی۔ سری کانت پروہت نامی ایک serving کرنل اس دہشت گردی کا سربراہ تھا۔ کمیٹی کی رپورٹ کے طشت از بام ہونے پر حکومت کو مجبوراً کرنل کو گرفتار کرنا پڑا۔ آپ اس امر سے بخوبی واقف ہوں گے کہ ان ہنگاموں میں اس کمیٹی کے سربراہ یعنی کرکرے صاحب کو اور ان کے نائب کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ شخص ہندو انتہا پسندی پر ایک کتاب لکھ رہا تھا۔

ہمارے نزدیک 1971ء میں جب پاکستان کو دولخت کیا گیا تھا اس وقت بھی گنگا جہاز اغوا کرنے کا ڈرامہ رچایا گیا تھا اور اسی بہانہ سے مغربی اور مشرقی پاکستان کے درمیان فضائی رابطہ منقطع کر دیا گیا تھا پھر مکتی باہنی کی مدد کی آڑ میں بھارت کی فوج مشرقی پاکستان میں داخل ہو گئی۔ لہٰذا قوی امکان ہے کہ ممبئی میں ہونے والا سانحہ خود بھارت نے رچایا ہو۔ تاکہ اس وقت پاکستانی فوج جو سابق صدر مشرف کی عاقبت نااندیشی کی وجہ سے اپنی شمال مغربی سرحد پر اپنے ہی شہریوں سے الجھی ہوئی ہے' اس موقع کو غنیمت جان کر پاکستان کی سالمیت پر کاری ضرب لگائی جا سکے۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ یہ کارروائی بھارت کے مسلمان شہریوں نے کی ہو کیونکہ بھارت نے وہاں مسلمانوں پر قافیہ حیات شدید طور پر تنگ کیا ہوا ہے۔ بھارت کی حکومت نے چند سال پہلے ایک کمیشن قائم کیا تھا تاکہ وہ بھارت میں اقلیتوں کی صورت حال کے بارے میں رپورٹ پیش کرے سچر نامی ایک ہندو کو اس کا سربراہ بنایا گیا۔ 2006ء میں سچر رپورٹ پیش ہوئی اس میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی ایسی تصویر کشی کی گئی کہ پڑھ کر انسان کانپ جاتا ہے۔

مختصراً عرض ہے کہ 400 صفحات پر مشتمل اس رپورٹ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت ہندوؤں کی کمترین ذات دلت یعنی شودروں سے بھی بدتر ہے۔ حال ہی میں ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اپنے ایک live پروگرام میں بتایا کہ ممبئی میں جو مسلمان آئی ٹی کی تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں حتیٰ کہ اسے جھوٹے مقدمے میں ملوث کر لیا جاتا۔ ان حالات میں کسی مسلمان گروپ کی طرف سے تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق جان کی بازی لگائی ہو تو کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ بہرحال یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ پاکستان معاشی' سیاسی اور داخلی امن وامان کے حوالہ سے جن حالات سے گزر رہا ہے۔ آئی ایس آئی یا پاکستان کی کوئی نجی تنظیم ایسی کسی کارروائی کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ لیکن ہندوستان کی موجودہ حکومت ہماری کمزوری اور نااہلی کا فائدہ اٹھا کر اپنے دیرینہ عزائم یعنی پاکستان کے وجود کو مٹانے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ "ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات!"

یہ امر نہایت افسوسناک ہے کہ ہماری حکومت مسلسل اپنی نااہلی اور ناعاقبت اندیشی سے معاملات کو انتہائی غلط طریقے سے ہینڈل کر رہی ہے۔ صدر صاحب نے ایک موقع پر یہ کہہ کر کہ وعدے قرآن و حدیث نہیں ہوتے' خود ہی اپنا اعتماد ختم کر لیا ہے ایسی باتوں سے ملکی ہی نہیں بین الاقوامی سطح پر بھی ان کا امیج تباہ ہو گیا ہے۔ چند روز پہلے ایک ویڈیو کانفرنس میں یہ موقف اختیار کرنا کہ ہم پہلے ایٹمی اسلحہ استعمال نہ کرنے کا معاہدہ کرنے کو تیار ہیں' نہایت تشویشناک معاملہ ہے' حالانکہ شروع سے پاکستان کا موقف یہ ہے کہ جنوبی ایشیا کو ایٹمی اسلحہ سے پاک علاقہ قرار دیا جائے تاکہ خطے کو ایٹمی جنگ سے محفوظ کیا جا سکے۔ علاوہ ازیں صدر صاحب نے اپنی گفتگو سے ایسا تاثر قائم کیا جسے بھارت کی اکھنڈ بھارت کی خواہش کی طرف پیش رفت یا رجحان کہا جا سکتا ہے۔ نااہلی کے حوالہ سے وزیراعظم صاحب ان سے بھی دو ہاتھ آگے نظر آتے ہیں۔ وہ ٹیلی فون پر ہی بھارت کے وزیراعظم سے آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل کو بھارت تفتیش کرانے کے لیے بھیجنے کے لیے تیار ہو گئے۔ بعد ازاں فوج اور عوامی ردِعمل کی وجہ سے یہ فیصلہ واپس لینا پڑا جس سے جگ ہنسائی ہوئی۔ بھارت کا یہ الزام کہ ممبئی پر بحری راستہ سے حملہ یہ نشاندہی کرتا ہے کہ وہ کوئی جوابی کارروائی کراچی میں کرے گا۔

جہاں تک کراچی کے حالیہ ہنگاموں کا تعلق ہے ہمیں اس معاملے پر شدید تشویش بھی ہے اور حیرانی بھی کہ ان واقعات کا ممبئی کے واقعات کے ساتھ کیا تعلق ہے' نیز یہ کہ ایم کیو ایم اور اے این پی دونوں حکومت کی حلیف جماعتیں ہیں تو پھر کراچی میں مہاجروں اور پٹھانوں کے یہ ہنگامے کیوں ہیں؟ ہنگاموں کی اس آگ فوری سرد کرنا حکومت سندھ کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ ورنہ ملکی سالمیت کو داخلی طور پر شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ ہمارے نزدیک کراچی کے واقعات کے ڈانڈے بھی اسی امریکی ایجنڈے سے ملتے ہیں کہ پاکستان کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے یہاں اپنی مرضی کی بندر بانٹ کی جائے۔

سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ہمارے نزدیک حکومتِ پاکستان کو دو سطحوں پر اقدام کرنے چاہئیں۔ ایک فوری اور ہنگامی اور دوسرے مستقل اور دیرپا۔ فوری حل کے طور پر:

(1) سوات اور باجوڑ میں فوج کشی فوری ختم کی جائے اور قبائلی علاقوں سے فوج واپس بلائی جائے۔ (یہ بات اب پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ہمارے قبائلی بھائی سب محب وطن ہیں۔ بھارت کی طرف سے پاکستان کو دھمکی ملنے پر ان سب کے بیانات نہایت خوش آئند ہیں کہ نہ صرف ہم حکومت کے خلاف جنگ بند کر دیں گے بلکہ مغربی سرحد کی بھرپور حفاظت کریں گے اور پاکستان کے دشمنوں سے ہم نمٹ لیں گے)۔ (2) حکومت اپنے تئیں فیصلے کرنے کی بجائے تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی کانفرنس بلا کر ایک قومی متحدہ موقف قائم کرے اور وزیراعظم پاکستان برملا میڈیا پر اس موقف کا اعلان کریں۔ (3) بلوچستان میں اور ملک کے باقی حصوں میں دہشت گرد کارروائیوں میں "را" کے ملوث ہونے کے ثبوت میڈیا پر پیش کیے جائیں۔ (4) خوف اور مسلسل پسپائی کی پالیسی کو جو اصلاً مشرف نے بنائی تھی اور موجودہ حکومت اسے برقرار رکھے ہوئے ہے' ختم کرتے ہوئے جرأت مندانہ پالیسی بنائی جائے۔ ہم بھارت کے ساتھ امن و امان سے رہنے کے قائل ہیں لیکن یہ ہماری کمزوری نہیں بننی چاہیے۔ (5) ملکی و قومی مسائل کے حوالے سے عوام کو اعتماد میں لیا جائے اور اسے اندھیرے میں رکھنے کی پالیسی ختم کی جائے۔ (6) موجودہ صورت حال میں ہمیں معاشی سطح پر خصوصی اقدام کرنے پڑیں گے لہٰذا حکومت اپنے اللے تللے اور خواہ مخواہ کے غیر ملکی دورے ترک کرے۔ (7) سیاست دان اور صنعت کار وغیرہ اپنے بیرونی اثاثے پاکستان واپس لائیں تاکہ ہم دوسروں کے محتاج نہ رہیں۔

یہ بہترین موقع ہے کہ ہم اپنے قبائلی علاقوں سے فوج کو بتدریج واپس لائیں

اورامریکہ کی مسلط کردہ اس جنگ سے نکلنے کے لیے پہلے قدم کے طور پر باجوڑ سوات اور قبائلی علاقوں میں فوج کشی ختم کر کے ان سے مذاکرات کا آغاز کریں۔ قبائلیوں کی عظیم اکثریت محبِ وطن اور محبِ اسلام ہے۔ لیکن وہ ہماری امریکہ حمایت پالیسی (Pro America Policy) اور امریکہ کے جبر کے تحت قبائلی علاقوں میں فوجی کارروائی کے سخت خلاف ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ دیرپا' پائیدار اور یقینی حل کے طور پر' اور یہ ہمارے نزدیک بہت اہم ہے کہ:

امریکہ' بھارت' اسرائیل اور دیگر عالمی طاقتوں کے مقابلے میں کہ جو پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے اور اس کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے پر کمربستہ ہیں' کائنات کی عظیم ترین قوت کی نصرت وحمایت حاصل کرنے کی خاطر:

i) انفرادی اور اجتماعی توبہ کا اہتمام کیا جائے اور آئندہ سچے اور باعمل مسلمان کے طور پر جینے اور مرنے کا عزمِ مصمم کیا جائے! یعنی سابقہ خطاؤں پر استغفار اور آئندہ اصلاح کا پختہ عزم۔

ii) اس ملک خداداد پاکستان میں جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا دینِ حق کے قیام اور شریعت اسلامی کے حقیقی نفاذ کو پوری قوم اپنی ترجیح اول قرار دے تاکہ پاکستان کی بقاء وسالمیت کو لاحق خطرات دور ہو سکیں اور یہ صحیح معنوں میں اسلام کا ایک مضبوط قلعہ اور قائداعظم کے الفاظ میں روشنی کا مینار ثابت ہو! بقول اقبال۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆☆☆☆

سوال: کیا ہم بحالت موجودہ بھارت سے جنگ کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ کیا ہم بھارت کے مقابلے میں بہت کمزور نہیں؟

جواب: ہماری طرف سے کسی نوع کی جارحیت یا جنگ کے آغاز کا سوال نہیں ہے لیکن اگر ہم پر جنگ مسلط کردی گئی تو پھر ہمیں اُس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم روایتی جنگ میں بھارت سے کمزور ہیں لیکن ہمارے پاس ایٹمی ڈیٹرنٹ ہے۔ ایک لحاظ سے ہم بھارت سے کمزور نہیں۔ اللہ قرآن پاک میں فرماتا ہے ''تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو''۔ سوال ہمارے مومن اور حقیقی مسلمان ہونے کا ہے۔ اگر ہم اجتماعی سطح پر توبہ کرلیں اور اللہ کا دامن تھام لیں تو یقیناً ہمیں اللہ کی مدد اور نصرت حاصل ہوگی' پھر ہم کسی سے کمزور نہیں۔ آپ نے دیکھا دنیا کی عظیم ترین طاقت امریکہ سات سال سے دنیا بھر کی مدد لے کر بھی بے سروسامان طالبان کو شکست نہیں دے سکے۔ اُس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اُنہیں اللہ کی مدد حاصل ہے' لہٰذا مایوسی کی کوئی بات نہیں' اپنے شب وروز بدلنے کی ضرورت ہے۔

سوال: کیا آپ پاکستان میں طالبان کے طرز کا نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ''طالبان کا نظام'' اسلامی نظام ہے؟

جواب: طالبان نے اپنی سوچ اور فہم کے مطابق شریعت کا نفاذ کردیا تھا اور اُس کی برکات اور ثمرات بھی ظاہر ہونے شروع ہو گئے تھے اور وہ مکمل اسلامی نظام کی طرف پیش رفت کر رہے تھے کہ خوفزدہ عالمی قوتوں نے اُن پر جنگ مسلط کردی۔ البتہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے حامی طالبان کی نسبت زیادہ broad vision رکھتے ہیں۔

۞ قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ؟
۞ قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کا فلسفہ کیا ہے؟
۞ عیدالاضحیٰ اور قربانی میں باہم چولی دامن کا ساتھ کیوں ہے؟
۞ حج کے موقع پر منیٰ میں کی جانے والی قربانی اور اس موقع پر پوری دنیا میں کی جانے والی قربانی میں کیا ربط وتعلق ہے؟

ان سوالات کی وضاحت کے لیے مطالعہ کیجئے

عیدالاضحیٰ اور فلسفہ قربانی

اور

حج اور عیدالاضحیٰ اور اُن کی اصل روح

قرآن حکیم کے آئینے میں

ڈاکٹر اسرار احمد

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

قیمت اشاعت خاص: 25 روپے ' اشاعتِ عام: 15 روپے

(علاوہ ڈاک خرچ)

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون 03-5869501

تکبیر تشریق

ارشاد فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ: ''نہ کوئی دن اللہ کے نزدیک اس عشرۂ ذوالحجہ سے افضل ہے' اور نہ کسی دن میں عمل کرنا ان میں عمل کرنے سے افضل ہے۔ پس تم ان میں خصوصیت سے ''لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ'' اور ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کی کثرت رکھو' کیونکہ یہ دن تکبیر اور تہلیل کے ہیں۔'' (منثور عن البیہقی)

نو ذوالحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز کے بعد بلند آواز سے ایک مرتبہ تکبیر کہنا ضروری ہے۔

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ' اَللّٰہُ اَکْبَرُ' لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ' وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کا مقدمہ

تاریخ کی عدالت میں

اسلامی تاریخ کی کئی فتوحات ایسی ہیں کہ عورت کی مظلومیت جن کا فوری سبب بنی۔ ہے کوئی جو اپنی درخشندہ تاریخ سے سبق سیکھے؟

حافظ محمد مشتاق ربانی

نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں جو مؤاخات قائم کیں' ان کا تعلق تو صرف مہاجرین اور انصار سے تھا' لیکن میثاق مدینہ میں مدینہ منورہ کے تمام آباد کار شامل تھے۔ ان میں سے ایک یہودی تھے، جن کی تعداد تقریباً چار پانچ ہزار تھی۔ یہودیوں کے کئی قبیلے تھے لیکن مشہور اور بڑے قبائل تین تھے:

(1) بنو قینقاع: یہ خزرج کے حلیف تھے اور مدینہ منورہ کے اندر سکونت پذیر تھے۔ یہ لوگ بڑے بہادر تھے اور تجارت پیشہ اور سنار تھے۔ ان کے ہاں کھیتی باڑی اور باغبانی نہیں تھی۔

(2) بنو نضیر: بنو نضیر اوس کے حلیف تھے۔ سورۃ الحشر اللہ تعالیٰ نے بنو نضیر کے بارے میں نازل فرمائی۔ اس یہودی قبیلے میں سے صرف دو شخصوں نے اسلام قبول کیا۔

(3) بنو قریظہ: بنو قریظہ بھی اوس کے حلیف تھے، اور مدینہ کے مضافات میں رہتے تھے۔ ان کی غداری کی وجہ سے سعد بن معاذ ؓ نے فیصلہ سنایا کہ ان کے مردوں کو قتل کیا جائے' عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیا جائے اور ان کے اموال کو تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان یہودی قبائل سے جو معاہدہ کیا' اس کے بارے میں آپؐ کی شدید خواہش یہ تھی کہ وہ برقرار رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کی جانب سے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا گیا جس سے ان سے کیے ہوئے معاہدے پر کوئی اثر پڑتا ہو' لیکن یہودی جن کی سرشت میں بدعہدی اور خیانت ہے' وہ جلد ہی ایسے اقدامات کرنے لگے جو عہد شکنی پر منتج ہوئے' کبھی مسلمانوں کی تنظیم ان کے لیے مسئلہ بنی' کبھی قریش نے انہیں بدعہدی پر اکسایا' کبھی ذاتی منافع ان کے آڑے آیا' اور کبھی اقتدار میں کمی نے انہیں ورغلایا۔

اس بدعہدی کی رسم سب سے پہلے بنو قینقاع نے ڈالی۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ بنو قینقاع پہلے یہود تھے جنہوں نے آنحضور ﷺ سے کیے ہوئے معاہدہ کو توڑا بلکہ مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوئے۔ ان کی اس عہد شکنی کی طرف قرآن حکیم نے بھی اشارہ فرمایا:

"وہ لوگ جن سے تم نے (صلح کا) عہد لیا' پھر وہ اپنا عہد ہر بار توڑ دیتے ہیں اور (اللہ تعالیٰ سے) وہ ڈرتے نہیں۔ اگر تم ان کو جنگ میں پاؤ تو انہیں ایسی مار مارو کہ لوگ ان کے پس پشت ہیں وہ ان کو دیکھ کر بھاگ جائیں، عجب نہیں کہ ان کو (اس سے) عبرت ہو۔ اور اگر تمہیں کسی قوم سے بدعہدی کا خطرہ ہو تو تم بھی اسی طرح ان کا عہد ان پر پھینک دو۔ اللہ بدعہدوں کو پسند نہیں کرتا۔" (الانفال 56تا58)

علامہ محمد بن عمرو واقدی بنو قینقاع کے یہود کی عہد شکنی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے جب آنحضور ﷺ سے کیے ہوئے عہد کو توڑ دیا تو نبی کریم ﷺ غزوۂ بدر کے بعد بنی قینقاع کے بازار گئے تو آپ ﷺ نے یہود سے خطاب کیا کہ اے معشر یہود! اللہ سے ڈرو، کہیں تم پر بھی وہ عذاب نازل نہ ہو جو قریش پر بدر کی جنگ میں نازل ہوا۔ تم اسلام قبول کر لو کیونکہ تم نے مجھے ان علامات کے مطابق پہچان لیا ہے جو تمہاری کتاب تورات میں مذکور ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم سے مجھ پر ایمان لانے کی بابت عہد لیا ہوا ہے۔ چنانچہ ﴿اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ﴾ کے مصداق بنو قینقاع نے آنجنابؐ کو جواب دیا کہ اے محمد (ﷺ) تم قریش کو قتل کر کے کسی دھوکے میں نہ رہنا۔ وہ لوگ لڑائی کے فن سے ناآشنا تھے اور جاہل تھے۔ تم نے ان پر قابو پا لیا۔ واللہ! اگر ہم سے جنگ کی تو تمہیں ہماری کیفیت معلوم ہو جائے گی کہ ہم کیسے ہیں۔ ابن عباس ؓ کی روایت کے مطابق سورۂ آل عمران کی درج ذیل کی آیات اسی پس منظر میں نازل ہوئیں۔

"اور کافروں سے کہہ دو کہ عنقریب تم مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بُری جگہ ہے تمہارے لیے ان دو گروہوں میں ایک نشانی ہے جو باہم جنگ کر رہے تھے۔ ایک راہِ خدا میں لڑ رہا تھا اور دوسرا کافر تھا جو مسلمانوں کو اپنی آنکھ سے اپنے سے دوگنا دیکھ رہا تھا۔ اور اللہ اپنی مدد کے ساتھ جس کی چاہتا ہے' تائید فرماتا ہے۔ بے شک اس میں اہل نظر کے لیے عبرت ہے۔" (آیات 14,13)

مسلمانوں کی بنو قینقاع کے ساتھ باقاعدہ جنگ کا آغاز ایک عرب عورت کے ساتھ گھٹیا حرکت کرنے کی وجہ سے ہوا۔ ابن ہشام سیرۃ النبی (جلد2' ص72) میں لکھتے ہیں کہ: "اس جنگ کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ عرب کی ایک عورت سوق بنی قینقاع میں کوئی چیز لے کر آئی اور اس کو فروخت کر کے ایک سنار کی دکان پر بیٹھ گئی۔ یہود نے عورت کا چہرہ بے نقاب کرانا چاہا۔ عورت نے انکار کیا۔ سنار نے عورت کے ساتھ بند میں چپکے سے ایک گرہ لگا دی۔ جب وہ عورت کھڑی ہوئی تو اس کا ستر کھل گیا۔ یہودی ہنسنے لگے اور اس عورت کی خوب ہنسی اڑائی۔ عورت نے شور مچایا۔ ایک مسلمان نے آ کر اس سنار کو جو یہودی تھا، قتل کر دیا۔ یہودیوں نے ہجوم کر کے اس مسلمان کو شہید کر دیا۔ اس مسلمان کے اقارب نے فریاد کی تو بہت سے مسلمان یہودیوں کے مقابلہ پر اکٹھے ہو گئے اور جنگ کا بازار گرم ہوا"۔

اس واقعے کے بعد نبی کریم ﷺ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا' اور آپؐ بنو قینقاع پر حملہ کرنے کے لیے نکلے۔ انہوں نے جب دیکھا تو قلعہ بند ہو گئے۔ آپؐ نے سختی سے ان کا پندرہ دن تک محاصرہ جاری رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ چنانچہ بنو قینقاع نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیے کہ رسول اللہ ﷺ جو فیصلہ بھی ان کی اولاد' عورتوں اور مال و جان کے بارے میں کریں' انہیں قبول ہوگا۔ اس کے بعد آپؐ کے حکم سے سب کو باندھ دیا گیا' لیکن عبداللہ بن اُبی کے بیچ میں پڑنے سے آپؐ نے آخر کار معافی تو دے دی، تاہم سب کو جلاوطن کر دیا اور ان کے اموال ضبط کر لیے گئے۔

جرأت و ہمت کا ایک اور تاریخی واقعہ ہے۔ اندلس کے عیسائی شاہی خاندان میں رسم تھی کہ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو وہ طلیطلہ بادشاہ کی خدمت میں تربیت حاصل کرنے کے لیے بھیجتے تھے۔ اسی رسم کے تحت جولین نامی شخص نے بھی اپنی لڑکی بادشاہِ وقت راڈرک کی خدمت میں ادب و تربیت کے حصول کے لیے بھیجی۔ لڑکی بہت

خوبصورت تھی، اس لیے راڈرک اس پر عاشق ہو کر اس کے ساتھ ہر قسم کی زیادتی کرنے لگا۔ لڑکی نے اس کی اطلاع اپنے والد کو دی۔ جولین کو سخت طیش آیا لیکن وہ راڈرک کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ اس نے انتقامی طور پر مسلم سپہ سالار موسیٰ بن نصیر کو اندلس پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔ موسیٰ بن نصیر نے ایک غیر مسلم کی فریاد پر طارق بن زیاد کو اسپین پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ حملہ کے بعد نہ صرف وہ خاتون آزاد ہو گئی بلکہ پورا اندلس مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔

کیا پاکستانی حکمرانوں اور اداروں کے سامنے ولید بن عبدالملک کے عہد کی ایمان افروز داستان نہیں پہنچی؟ لنکا (جزیرہ سراندیپ) میں کچھ عرب تاجر آباد تھے۔ ان میں سے ایک تاجر کا انتقال ہو گیا۔ لنکا کا راجہ مسلمانوں سے دوستانہ تعلقات کا خواہاں تھا۔ اس نے فوت ہونے والے تاجر کے اہل و عیال کو بحری جہاز کے ذریعے روانہ کیا، جن میں کچھ حاجی بھی تھے۔ جب یہ جہاز دیبل کے قریب پہنچا تو سندھی قزاقوں نے جہاز پر حملہ کر کے انہیں لوٹ لیا اور عرب عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سے ایک عورت نے جس کا تعلق بنی یربوع قبیلے سے تھا، غائبانہ طور پر حجاج بن یوسف سے مدد کی فریاد کی۔ حجاج کو جب اس کی خبر پہنچی تو اس پر بڑا اثر ہوا اور اس نے جواب دیا کہ میں آیا اور اسی وقت دیبل کے راجہ داہر کو لکھا کہ عرب عورتوں کو واپس کر دو۔ اس نے جواب دیا کہ یہ کام بحری قزاقوں کا ہے، اس لیے میں مجبور ہوں۔ یہ جواب سن کر حجاج نے پہلے عبیداللہ بن نبہان کو فوج کے ساتھ بھیجا جو جنگ میں کام آ گئے۔ پھر بدیل بن طہفہ البجلی کو فوج دے کر بھیجا، یہ بھی سندھیوں سے شکست کھا گئے۔ آخر کار حجاج نے اپنے داماد اور بھتیجے محمد بن قاسم ثقفی کو سندھ روانہ کیا، جس نے اپنی جرأت و شجاعت اور بہترین جنگی حکمت عملی سے پورا سندھ فتح کیا۔ گویا سندھ کی فتح میں فوری سبب بھی ایک عورت کی مظلومیت بنی۔

اسی طرح عباسی خلیفہ معتصم باللہ کے دور کی سب سے بڑی فتح عموریہ (اموریم) ہے۔ عموریہ ایشیائے کوچک میں رومیوں کا بڑا مرکز تھا۔ عموریہ کی بھی فوری فتح کا سبب ایک عورت کی مظلومیت واقع ہوئی۔ اس فتح کا پس منظر یہ ہے کہ 223ھ میں بابک خرمی کو جب اپنی شکست کے آثار نظر آئے تو اس نے دیکھا کہ جب تک اسلامی فوجیں نہیں ہٹیں گی، وہ بچ نہیں سکتا، تو اس نے شہنشاہ روم توفیل بن میخائل کو لکھا کہ معتصم نے اپنی تمام قوت میرے مقابلہ میں بھیج دی ہے اور دارالخلافہ بالکل خالی ہے اور یہ حملہ کرنے کے لیے بہترین موقع ہے، لہٰذا اُدھر سے تم آؤ اور اِدھر سے میں تو ان مسلمانوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ سلطنت روم اور خلافت بغداد دونوں پرانے حریف تھے، اس لیے توفیل نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور تقریباً پونے دو لاکھ رومی لشکر، اور اس کے علاوہ خرمیوں کی جماعت کو لے کر زبطرہ (کیپنے ڈوشیا) پر چڑھ آیا، اور یہاں کے مسلمان مردوں کو قتل کیا اور بہت سی عورتیں گرفتار کیں۔ ان گرفتار شدہ عورتوں میں سے ایک ہاشمی عورت بھی تھی، اس نے ”**وامعتصماہ**“ کی فریاد کی یعنی ”اے معتصم میری مدد کر“۔ معتصم کو جب توفیل کے ان وحشیانہ مظالم کی خبر ہوئی اور اس عورت کی فریاد پہنچی۔ تو وہ اس وقت دربار میں تخت پر بیٹھے بیٹھے بولا: لبیک لبیک! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ فوراً تخت سے اتر کر کوچ کی منادی کی۔ گویا ایک مظلوم عورت کی فریاد اس کے اتنے بڑے اقدام کا سبب بنی۔

ہمارے لیے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ ایک وہ مسلمان تھے جنہوں نے ایک عورت کی حرمت کے لیے یہودیوں کا باقاعدہ محاصرہ کیا، ہندوستان اور اندلس پر لشکر کشی کی اور ایک ہم ہیں جنہوں نے خود اپنی مسلمان بہن ڈاکٹر عافیہ کو دنیوی مفادات کی خاطر غیر مسلموں کے حوالے کر دیا۔

ہمارے لیے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ ایک وہ مسلمان تھے جنہوں نے ایک عورت کی حرمت کے لیے یہودیوں کا باقاعدہ محاصرہ کیا، ہندوستان اور اندلس پر لشکر کشی کی اور ایک ہم ہیں جنہوں نے خود اپنی مسلمان بہن ڈاکٹر عافیہ کو دنیوی مفادات کی خاطر غیر مسلموں کے حوالے کر دیا

ہمارے اسلاف میں غیرت تھی، وہ دینی حمیت کے سچے جذبے سے سرشار تھے اور انہیں بہن، بیٹی اور ماں کے تقدس کا بھرپور احساس تھا جبکہ ہم ایک باعمل مسلمان عورت کے مقام و مرتبہ کو پاؤں میں روندنے والے ہیں۔ پاکستانی حکمرانوں میں غیرت اور ایمان نام کی کوئی چیز نہیں۔ اصحاب اقتدار کے لچھنوں کو دیکھ کر ایک امریکی وکیل نے طنزیہ کہا تھا کہ پاکستانی تو اتنے بے توقیر ہیں کہ چند ڈالروں کے عوض اپنی ماؤں کو بھی بیچ دیتے ہیں۔ کہاں کی غیرت اور کہاں کی شرم؟

حیرت کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں عورت کی آزادی کے لیے کام کرنے والی خواتین و حضرات بھی ڈاکٹر عافیہ کے معاملے میں خاموش چلے آ رہے ہیں۔ شاید وہ اس لیے نہیں بول رہے کہ ڈاکٹر عافیہ ایک باعمل مسلمان خاتون ہے، اور اس کی حمایت میں آواز بلند کرنے سے امریکہ اور امریکی رنگ میں رنگے ہوئے پاکستانی حکمران ان سے خفا ہو جائیں گے۔

الغرض اگر مشرف حکومت نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ظالموں کے حوالے کر کے بدنامی اور ساری دنیا کی بددعائیں لیں تو موجودہ حکومت کو چاہیے کہ وہ بلا تاخیر اس کی رہائی کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کرے کیونکہ وہ بے گناہ ہے، اور اس دھرتی کی بیٹی اور اسلام کی سچی پیروکار ہے۔ اور اگر موجودہ حکومت نے بھی طوالت اقتدار کے لیے اس معاملے میں دلچسپی نہ لی تو ڈاکٹر عافیہ کی آہیں انہیں اقتدار سے محروم کر دیں گی اور انہیں اپنے ظلم کا خمیازہ بھگتنا ہو گا بلکہ سچے اہل ایمان ان کا تعاقب کریں گے۔ جیسا کہ سورۃ الاحزاب میں مسلمان مردوں اور عورتوں کو اذیت پہنچانے کی سزا کے بارے میں سنت الٰہی کا ذکر ہے کہ:

> ”اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور جو مدینہ میں بری افواہیں پھیلانے والے ہیں، اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم تم کو ان کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہ وہاں تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔ ان پر ہر طرف سے لعنت کی بوچھاڑ ہو گی، جہاں کہیں پائے جائیں گے۔ پکڑے جائیں گے اور جان سے مار ڈالے جائیں گے۔ یہ اللہ کی سنت ہے جو ایسے لوگوں کے معاملے میں پہلے سے چلی آ رہی ہے۔ اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے“۔
>
> (الاحزاب: 60 تا 62)

❁❁❁❁

دعائے مغفرت کی اپیل

- حلقہ سرحد جنوبی کے مبتدی رفیق محمد اقبال اعوان کے والد وفات پا گئے
- رفیق تنظیم اسلامی محمد یعقوب عمر کی والدہ وفات پا گئیں
- تنظیم اسلامی شاہ فیصل کراچی کے رفیق ڈاکٹر رشید احمد بٹ کے والد کا انتقال ہو گیا ہے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ رفقائے تنظیم اسلامی اور قارئین

عالمی اور ملکی حالات

مختصر جائزہ

عطاء الرحمٰن عارف

گزشتہ ایک ماہ کے دوران پیش آنے والے عالمی اور ملکی حالات میں امید کی کرنیں بھی ہیں اور ہماری توجہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی جانب سے تنبیہات بھی ہیں۔

اوباما: منصب صدارت پر

اہم ترین معاملہ امریکہ میں صدارتی انتخابات کا انعقاد ہے جو فی زمانہ گلوبلائزیشن اور تیسری دنیا کے ممالک کے رویے اور بالخصوص مسلمان ملکوں کے سر تسلیم خم کر دینے کے باعث اب پوری دنیا کے لئے ایک اہم واقعہ ہے۔ بارک حسین اوباما کا صدر بن جانا حیران کن بھی ہے اور کسی حد تک خوش کن بھی، مگر ہمیں اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا ہوگا کہ ایسا کیوں ہوا؟ دراصل امریکی اسٹیبلشمنٹ کو اپنے چہرے سے وہ سیاہ دھبے دھونے کے لئے، جو بش کے آٹھ سالہ دور میں پڑے ہیں، وائٹ ہاؤس میں سیاہ فام صدر کی ضرورت تھی، جس کے انتخاب سے کئی فوائد حاصل کئے گئے۔

1۔ دنیا کو یہ باور کرایا گیا کہ امریکہ صرف بیرون ملک ہی انسانی حقوق کی جنگ نہیں لڑ رہا بلکہ وہ اپنے ملک میں بھی برابری کی بنیاد پر کالوں کو ان کا حق دے رہا ہے۔

2۔ افریقی ممالک کو اس بات پر ہی خوش کرنے کی کوشش کی گئی کہ ان کا ایک سپوت امریکہ کا صدر بن گیا ہے اور اس طرح امریکی قوم نے اُس 480 سالہ ظلم و زیادتی کا ازالہ کر دیا ہے جو امریکی اور دیگر مغربی اقوام نے افریقی ممالک سے آزاد انسانوں کو اغوا کر کے اور غلام بنا کر کی تھی۔

3۔ ایک اور اہم مقصد یہ بھی پیش نظر رکھا گیا ہے کہ افریقی اور مسلمان باپ کی اولاد ہونے کی وجہ سے صدر امریکہ وہ ایجنڈا پورا کر سکے جو بش ادھورا چھوڑ گیا ہے۔ اور کالا صدر اسٹیبلشمنٹ کے اشاروں پر وہ کام کر سکے جو امریکہ اور صیہونیوں کے آئندہ اہداف ہیں یعنی پاکستان پر حملہ، ایران کے ایٹمی پروگرام پر حملہ اور مشرق وسطیٰ میں مسلم اثاثوں پر قبضہ مستحکم کرنا۔

4۔ اسی طرح اسرائیل کی پہلے سے زیادہ مدد اور شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار ہونے کا ثبوت مہیا کر دیا گیا۔ اس مقصد کے لئے اوباما جو پہلے ہی دیوار گریہ پر ماتھا ٹیک چکا تھا، اپنا چیف آف اسٹاف بھی ایک یہودی مقرر کر چکا ہے اور اسرائیل کی مدد کا واضح اعلان بھی کر چکا ہے۔

6۔ موروثی سیاست کا داغ بھی چھپا دیا گیا کہ بش، کلنٹن اور بش جونیئر کے بعد ہیلری کلنٹن کو صدارت نہ مل سکی۔ اوباما کے انتخاب سے دنیا بھر میں عورتوں کے حقوق کے چیمپئن کہلوانے والے اپنے ملک میں ایک عورت کو صدر بننے سے روکنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔

امریکہ میں منصب صدارت پر کوئی بھی فائز ہو، اُن کی اسلام اور مسلمان دشمنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امریکہ کا کنٹرول عملاً صیہونیوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ پوری دنیا کو اپنے شکنجے میں کسنا چاہتے ہیں۔

☆ اس سے قبل 2000ء میں مسلمانوں نے الگور کے مقابلے پر اپنا وزن جارج بش کے پلڑے میں ڈال دیا تھا اور مساجد سے بش کو ووٹ دینے کی اپیل بھی کی گئی اور اس کی حمایت میں تقاریر بھی کی گئیں۔

☆ ابراہام لنکن کو جس نے جنوری 1863ء میں غلامی کے خاتمے کا بل پیش کیا تھا، 14 اپریل 1865ء کو قتل کر دیا گیا اور اس طرح امریکی اشرافیہ نے اپنی نسل پرستی کا اظہار کیا۔

☆ جان ایف کینیڈی کو، جس نے افریقن امریکیوں کے ووٹ کے حق کا بل سینیٹ میں پیش کیا، اس کو قانون کے پاس ہونے سے قبل ہی 22 ستمبر 1963ء کو قتل کر دیا گیا۔

سامی الحاج کی رہائی

گوانتاناموبے میں مسلمان قیدیوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے، وہ یہ بات واضح کرنے کے لیے کافی ہے کہ انسانی حقوق کے چیمپئن کہلوانے والے ملک کا اصل چہرہ کیا ہے؟ اس ضمن میں کسی قیدی کا صرف مسلمان ہونا ہی تمام مظالم کا پیش خیمہ ہوتا ہے، چاہے اس کا تعلق کسی بھی ملک سے ہو۔ گوانتاناموبے میں موجود امریکی، برطانوی، آسٹریلوی مسلمانوں کی موجودگی اس بات کی دلیل ہے۔ الجزیرہ ٹی وی کا کیمرہ مین صحافی سامی الحاج جو 2001ء میں پاکستانی علاقوں سے پکڑا گیا تھا، اور اب گوانتاناموبے سے رہا ہوا ہے، اس کے بھائی کے مطابق وہ 38 سال کی عمر میں 80 سال کا لگتا ہے۔ اس کا جرم صرف یہ ہے کہ اس نے امریکہ کے لئے جاسوسی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

تیل اور بنکاری کے بحران اور متبادل نظام کی تلاش

عالمی اقتصادی میدان میں تیل اور بنکاری کے بحران بھی قابل ذکر ہیں۔ اس حوالہ سے تیل 147 ڈالر فی بیرل تک جانے کے بعد 47.57 ڈالر فی بیرل کی سطح تک واپس آ گیا ہے۔ اس پورے معاملہ میں روس نے خاص حکمت عملی کے تحت امریکہ اور یورپ کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے اور اب امریکہ کے حمایتی ممالک تیل کی پیداوار کم کرنے پر غور کر رہے ہیں

بنکاری کے میدان میں عالمی سرمایہ داری نظام خود اپنے پیدا کردہ مبادلات تجارت (derivatives) کے مستقل استعمال کی وجہ سے بحران کا شکار ہو چکا ہے derivatives کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی ٹھوس شے دو آئینوں کے درمیان رکھ دی جائے تو اس کے درمیان میں رکھا جانے والا واحد Object جو حقیقت کے اعتبار سے ایک ہوتا ہے مگر ان آئینوں میں وہ لامحدود دفعہ منعکس ہو کر نظر آ رہا ہوتا ہے۔ یہی معاملہ اس مبادلہ تجارت کے ساتھ ہوا کہ بڑے بڑے بنکوں کا سرمایہ قرض، اوور ڈرافٹ، ضمانت اور لیزنگ پر منحصر تھا جو غیر حقیقی معیشت ہے۔ اس کے مقابلے میں اسلام مالیاتی معیشت کا تصور پیش کرتا ہے، جس میں کوئی بھی شخص ایسی شے فروخت نہیں کر سکتا جو اس کی ملکیت نہ ہو۔

بارکلے بنک کی سالانہ رپورٹ کے مطابق بنک کے کل قرضے 345 ارب پاؤنڈ ہیں جب کہ تجارت کا کل حجم 541 پاؤنڈ ہے جو اصل قرضوں سے 196 ارب زائد ہے۔ یہی وہ سٹہ ہے جس نے عالمی کساد بازاری میں اضافہ کر دیا ہے اور اب تو خود مغربی مفکرین کسی متبادل نظام کی باتیں کرنے لگ گئے ہیں۔ 10 اکتوبر 2008ء کے فنانشل ٹائمز کے شمارے میں فلپ اسٹیفنز نے اس بات کا

اعتراف کیا ہے کہ امریکہ اور یورپ کی 200 سالہ برتری کا خاتمہ قریب ہے۔ یہ سودی نظام درحقیقت انسانی اقدار کی تباہی اور اس کی بربادی کے لیے تعمیر کیا گیا تھا جو اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھ رہا ہے مگر اس سے قبل اس نے انسانیت کو اخلاقی، انسانی، مالی، خاندانی ہر سطح پر برباد کر دیا ہے۔

داخلی حالات

ملک کے داخلی حالات پر نظر ڈالیں تو صورتحال تشویشناک دکھائی دیتی ہے۔

مشکل گھڑی

پاکستان اس وقت اپنی تاریخ کے شدید ترین مشکل حالات سے گزر رہا ہے۔ 2001ء میں لیا جانے والا مشہور یوٹرن اب قیمت وصول کر رہا ہے۔ اب ہم تورا بورا بننے کے اندیشے سے بھی زیادہ مصائب کا شکار ہیں۔ ہماری کمزوری اور بے بضاعتی کا عالم یہ ہے کہ زبانی کلامی احتجاج بھی نہیں کر سکتے، بصرف اخباری احتجاج پر اکتفا کرتے ہیں، وہ بھی اس انداز میں کہ بقول صدر زرداری امریکہ حملہ کرنے سے پہلے ہمیں آگاہ کر دیا کرے تو بہتر ہو۔ ہم آج بھی چاہیں تو پاکستان کے ذریعے نیٹو افواج کی سپلائی معطل کر کے کوئی بھی مطالبہ منوا سکتے ہیں، اس کے لئے ہمیں نہ تو اسلحے کی ضرورت ہے اور نہ ہی فوجی طاقت کی بلکہ صرف عزم مصمم اور ایمان درکار ہے۔ دوسری جانب انڈیا میں ہونے والے حالیہ بم دھماکوں سے حالات شدید کشیدہ ہیں، اور کسی بھی ممکنہ جارحیت کا اندیشہ سروں پر منڈلا رہا ہے۔ ان تمام تر حالات کی وجوہ ظاہر و باہر ہیں۔ ان میں سب سے اہم بات فرد واحد کے کئے گئے وہ فیصلے ہیں جو عوامی امنگوں اور ملکی سالمیت کے خلاف تھے۔ تمام مکاتب فکر کے افراد، سوائے سامراجی کاسہ لیسوں کے، اس یوٹرن کے خلاف تھے۔

پاکستان ایک زرعی ملک ہے مگر ہم اپنی ضروریات کی خوراک تک دیگر ممالک سے درآمد کرنے پر مجبور ہیں۔ ہم پر اس وقت دوطرفہ مار پڑ رہی ہے۔ ایک جانب ہمارے دریا خشک کر دیئے گئے ہیں جس سے ہمارے ملک میں خشک سالی آ گئی ہے اور ہم بھارت سے احتجاج کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف ہم فصلوں کے لئے دوائیں، جڑی بوٹیاں، کھاد اور بیج تک درآمد کر رہے ہیں اور ڈالر کی قدر میں اضافہ کی وجہ سے ہماری درآمدی بل مسلسل بڑھ رہا ہے۔

آئی ایم ایف کا جال اور پاکستانی معیشت

اقتصادی میدان میں پاکستان کو آئی ایم ایف کے جال میں پھنسا لیا گیا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق ایک فریب کے ذریعے فرینڈز آف پاکستان کو پاکستان پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ وہ صدر زرداری جو امریکہ سے واپسی پر 100 ارب ملنے کی خوش خبری سنا رہے تھے اور ان کے اس اقدام کو ہمارے سیکولر کالم نگار شاندار چھکا کہہ رہے تھے، اب آئی ایم ایف سے ڈیڑھ ارب کی بھیک مانگنے پر مجبور ہیں۔ اس وقت پاکستان کے عبوری وزیر خزانہ کو ایک خصوصی فون کال میں یہ خوشخبری سنائی گئی کہ ہم اپنے دوستوں کو تنہا نہیں چھوڑیں گے، جس کی بنا پر ہم نے اپنے آزمائے ہوئے اور دیرینہ دوستوں سعودی عرب اور چین کو چھوڑ دیا، مگر امریکہ نے چودھری بن کر ان ہی کو فرینڈز آف پاکستان میں شامل کرایا جس کے بناء پر ہمارے دونوں دوست ناراض ہیں کہ ان سے بلا واسطہ رابطہ کیوں نہیں کیا گیا۔ بالآخر صدر صاحب کو دونوں کو منانے کے لئے وہاں خود جانا پڑا۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایک جانب ہمارے وزیر خزانہ، وزیر خارجہ، وزیر اطلاعات، وزیر اعظم اور مشیر داخلہ تک کشکول لئے گھوم رہے تھے تو دوسری جانب 55 وزیروں کی کابینہ کا اعلان ہو رہا تھا جن کے لئے اسلام آباد کی منسٹر کالونی میں گھر کم پڑ گئے ہیں اور اب آئی ایم ایف کی امداد ملنے کے بعد ہم مزید 18 گھر کرائے پر لے کر ان کی تزئین و آرائش کرا سکیں گے۔ پاکستان کو ملنے والی امداد ایک جانب تو 2012 تک قسطوں کی صورت میں ملے گی، دوسری طرف اس کی ادائیگی 4.3 فی صد سود پر کی جائے گی جو بجائے خود اس طرح کے قرضوں میں نہایت مہنگا قرض ہے۔

عالمی سطح پر کساد بازاری کا ہماری معیشت پر اثر نہیں پڑنا چاہیے کیونکہ ہماری معیشت کا دارومدار برآمد پر نہیں بلکہ درآمد پر ہے اور ہم زیادہ تر تعیشاتی مصنوعات درآمد کرتے ہیں۔ ہم صرف ان میں کٹوتی کر کے اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں، مگر آئی ایم ایف کے چنگل میں پھنس کر ہم ایک بار پھر درآمدی بل میں اضافہ پر مجبور ہوں گے، کیونکہ ان کے لئے یہ ایک بہت بڑی منڈی ہے اور ان ہی کے کہنے پر ہم نے اپنی درآمدی ڈیوٹی میں کمی کی ہے۔ آئندہ بھی ہم ان مطالبات کے ماننے پر مجبور ہوں گے۔

دینی جماعتوں کے قائدین سے گزارش

دوسری طرف دینی جماعتیں اس وقت بھی باہم کشمکش میں مصروف ہیں اور خود کو اسی انتخابی جدوجہد میں مصروف عمل رکھنا چاہتی ہیں، جس سے کوئی خیر کی امید نہیں۔ ان کی سمجھ میں یہ بات ہی نہیں آتی کہ الیکشن کے ذریعے نظام کی تبدیلی کا خواب اپنی تعبیر نہیں پا سکتا، دوسرے یہ کہ انتخابات میں حصہ لینا عملاً اُس فسطائی نظام کو اپنانا ہے جو غیر اسلامی ہے اور جس نظام کے ثمرات کے طور پر پاکستان کی 61 سالہ تاریخ میں مسلم عائلی قوانین بھی شریعت کے برخلاف رائج ہوئے اور جمہوری دور میں اسمبلی میں دینی جماعتوں کے 65 ووٹوں کی موجودگی کے باوجود حقوق نسواں بل بھی پاس ہو گیا۔ دوسری جانب قادیانی بل 1974ء کی اسمبلی سے پاس ہوا، جس میں دینی جماعتوں کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر تھی، مگر اسٹریٹ پاور کی بنیاد پر وہ قانون پاس کروا لیا گیا تھا۔ چاہیے کہ دینی جماعتوں کے اکابرین اِس نکتہ پر غور فرمائیں اور تبدیلی نظام کے لیے سیرت النبی ﷺ سے ماخوذ مسنون انقلابی طریقے کار کو اختیار کریں۔

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن و بانی تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد

کے پانچ خطبات جو سالانہ محاضرات ۱۹۹۱ء میں دیئے گئے

حقیقت ایمان

تسوید و ترتیب: مولانا ابوعبدالرحمٰن شبیر بن نور

اہم موضوعات: ○ ایمان کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم ○ ایمان کا موضوع
○ قانونی اور حقیقی ایمان کا فرق اور ان کے ضمن میں کلامی مباحث
○ ایمان و عمل کا باہمی تعلق ○ ایمان اور نفاق ○ ایمان حقیقی کے سرچشمے

اشاعت خاص: 120 روپے — اشاعت عام: 60 روپے

نئے صیہونی مالیاتی آرڈر کے قیام کے لیے

سنگل گلوبل کرنسی کا منصوبہ

دنیا کو معاشی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کا یہ خطرناک کھیل اوباما کے صدارتی حلف کے بعد شروع ہونے والا ہے

محمد انیس الرحمٰن

عمل اور ردعمل ایک اصول پر استوار ہیں' اسی طرح مالیاتی معاملات میں جب ایک فریق نقصان اٹھاتا ہے تو اس حوالے سے دوسرا فریق کہیں اور اس کا فائدہ بھی اٹھا رہا ہوتا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ موجودہ مالیاتی بحران کا اصل فائدہ کس نے اٹھایا؟ امریکہ سے تعلق رکھنے والے عالمی صیہونی سرمایہ دار جارج سورس نے جنوب مشرقی ایشیا کی سٹاک مارکیٹ میں سے اپنا سرمایہ اچانک نکال کر خطے کی سٹاک مارکیٹ کو کیوں غیر مستحکم کیا؟ عالمی مالیاتی معاملات پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ جارج سورس عالمی شہرت کے حامل صیہونی روتھ شیلڈ خاندان کا فرنٹ مین ہے۔ اس خاندان کے امریکہ سے لے کر جاپان تک بینکوں کا ایک گلوبل جال بچھا ہوا ہے۔ یہ اور دنیا کے دیگر صیہونی خاندان مل کر عالمی مالیات کو کنٹرول کرتے ہیں۔ سترہویں صدی سے اب تک اس خاندان نے کبھی کہیں ''خسارے'' کا سودا نہیں کیا۔ امریکہ پر حکومت کرنے والے فیڈرل ریزرو بینک کے ساٹھ فیصد سے زائد حصص اسی صیہونی خاندان کی ملکیت ہیں۔ امریکہ میں 700 ملین ڈالر کا ''بیل آؤٹ'' منصوبہ اسی صیہونی مالیاتی سینڈیکیٹ کو نفع پہنچانے کے لیے منظور کیا گیا تھا' کیونکہ امریکی حکومت عراق اور افغانستان کی جنگ میں پہنچنے والے مالی خسارے کی وجہ سے ان بینکروں کا قرضہ اتارنے سے قاصر تھی۔ یہی وہ خسارہ ہے جس کی قیمت امریکی عوام کے ساتھ ساتھ ڈالر اور امریکی معیشت سے وابستہ باقی ماندہ دنیا کو ادا کرنا پڑی ہے' بلکہ تیل پیدا کرنے والے ممالک اس کی زد میں سب سے زیادہ آئے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ امریکہ کی جانب سے امریکی پرائیویٹ صیہونی بینکوں کو سہارا دینے کے لیے 700 ملین ڈالر کا بیل آؤٹ پیکج جاری کیا جاتا ہے۔

کانگریس اور سینٹ میں ری پبلکن اور ڈیموکریٹک ارکان کو امریکی جنرلوں کی جانب سے مارشل لاء کی دھمکی دی جاتی ہے' کیونکہ یہی وہ جنرل ہیں جو ریٹائر ہونے کے بعد انہی صیہونی بینکوں کے سرمائے سے دنیا بھر میں تباہی پھیلانے کے لیے اسلحے کی سپلائی کے ٹھیکے حاصل کرتے ہیں۔ اس خسارے کو پورا کرنے کے لیے ایک طرف عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمت اتنی نیچے کر دی گئی کہ ایک طرف روس کا تیل کوڑیوں کے دام ہو جائے' لیکن اس سے سب سے

> **جس طرح خلیج کی پہلی جنگ کے بطن سے ''نیو ورلڈ آرڈر'' نے جنم لیا تھا، اسی طرح موجودہ عراق اور افغانستان کی جنگ اور عالمی مالیاتی بحران کے بطن سے ''نیا عالمی معاشی نظام'' جنم لینے کے لیے تیار ہے**

زیادہ نقصان اوپیک کو ہوا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ بیل آؤٹ کی رقم بھی 700 ملین ڈالر تھی اور تیل کی قیمت کم ہونے کی وجہ سے اوپیک کی جیب پر بھی ڈاکہ 700 ملین ڈالر کا ڈالا گیا۔ کتنا عجیب اتفاق ہے...... اگر اس کے ردعمل کے طور پر اوپیک ممبران امریکہ اور مغربی ممالک کو تیل کی سپلائی بند کر دیں تو امریکہ سمیت یہ مغربی ممالک سر کے بل کھڑے ہو جائیں گے' لیکن ایسا کرے گا کون؟ اس بات کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ عالمی مالیاتی بحران کا فائدہ بھی اسی عالمی صیہونی مالیاتی گروپ کو حاصل ہوا ہے۔ اب اس عالمی منصوبے کے دوسرے رخ کی جانب آتے ہیں۔

جس طرح خلیج کی پہلی جنگ کے بطن سے ''نیو ورلڈ آرڈر'' نے جنم لیا تھا، اسی طرح موجودہ عراق اور افغانستان کی جنگ اور عالمی مالیاتی بحران کے بطن سے ''نیا عالمی معاشی نظام'' جنم لینے کے لیے تیار ہے۔ یہ کھیل اوباما کے صدارتی حلف کے بعد شروع کیا جائے گا۔ امریکہ کے نومنتخب صدر باراک اوباما کا صدارتی کھیل 20 جنوری 2009ء کو حلف اٹھانے کے بعد شروع ہو گا' لیکن اس سے پہلے ہی وہ اس قسم کے اقدامات اٹھا رہے ہیں اور جن افراد کو اپنی آنے والی کابینہ میں شامل کر رہے ہیں اس سے ان کے اور ان کی پشت پر کھڑی صیہونی مالیاتی ایمپائر کے عزائم بڑی حد تک کھل کر سامنے آ چکے ہیں۔ دنیا باقاعدہ طور پر 20 جنوری 2009ء کے بعد کس طرف رخ کرے گی، ہم اس کی جھلک دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امریکہ سے شروع ہونے والے معاشی بحران نے جس طرح دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ امریکہ کے مالیاتی صیہونی ادارے ''سنگل گلوبل کرنسی'' رائج کرنے کا منصوبہ تشکیل دے رہے ہیں' تاکہ تمام دنیا کی اقتصادیات کو اپنی مٹھی میں بند کر سکیں۔ اوباما کی اقتصادی کمیٹی کے رکن اور فیڈرل ریزرو بینک کے سابق چیئرمین پال وولکر کا کہنا ہے کہ:

"A global economy requires a global currency"

''عالمی اقتصادیات عالمی کرنسی کی متقاضی ہے''۔

اوباما کی اس اقتصادی ٹیم میں صیہونی بینکر رابرٹ رابن بھی شامل ہے۔ سنگل گلوبل کرنسی ایسوسی ایشن کی ویب سائٹ SGCA میں رقم ہے کہ ''سنگل گلوبل کرنسی'' ''گلوبل سنٹرل بینک'' کے ساتھ گلوبل مانیٹری یونین کے تحت رائج کی جائے گی' لیکن ان تمام معاملات سے قبل ''گلوبل سینٹرل بینک'' تشکیل دیا جا سکتا ہے۔ یہ بینک علاقائی بینکوں کے ذریعے عمل میں لایا جائے گا جو اس وقت رابرٹ رابن جیسے صیہونی بینکروں کے ہاتھ میں ہے۔ اوباما کی اقتصادی ٹیم میں شامل یہ شخص سٹی گروپ بینکنگ کا ڈائریکٹر بھی ہے' یہی یہودی بینکر ''نارتھ امریکن سینٹرل بینک'' کا آغاز کر رہا ہے جو گلوبل بینک کی جانب پہلا قدم ثابت ہو گا۔

کینیڈا سے تعلق رکھنے والے فریزر انسٹی ٹیوٹ کے صیہونی ممبر ہربرٹ گروبل نے تجویز دی ہے کہ ''نارتھ امریکن سینٹرل بینک'' مانیٹری یونین کے ذریعے امریکہ'

کینیڈا اور میکسیکو کے لیے ایک یونٹ کی طرح کام کر سکے گا' وہ اسے "A Case for the Amero" بھی کہتا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں کہ:

"The National Banks of America, Canada and Mexico, will be replaced by a North American Central Bank. Like the European Central Bank, it will have its own Constitution. Thus the policies of the North American Central Bank will be free from partisan national politics."

"امریکہ' کینیڈا اور میکسیکو کے سینٹرل بینکوں کو "نارتھ امریکن سینٹرل بینک" کے ذریعے بدل دیا جائے گا۔ یہ اسی طرح ہے، جس طرح یورپی یونین میں کیا گیا۔ اس بینک کا اپنا مالیاتی قانون ہوگا' اس طرح وہ نارتھ امریکن بینک کی قومی سیاسی پالیسیوں سے آزاد ہوگا"۔

(The Case for the Amero: The Institutions of a North American Monetary Union)

ایک اور صیہونی تھنک ٹینک سینٹر فار اسٹریٹیجک اینڈ انٹرنیشنل اسٹڈیز (CSIS) نے اس منصوبے کو شمالی امریکہ کا مستقبل اور پراجیکٹ 2025ء کا نام دیا ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ باراک اوباما کا مشیر برائے فارن پالیسی برژنسکی اس تھنک ٹینک کا ڈائریکٹر اور ٹرسٹی ہے!! "Slow road to hell," کے عنوان سے ایک مضمون میں برژنسکی نے اس خیال کا اظہار بھی کیا ہے کہ "ہم یک دم عالمی حکومت کے قیام کے لیے اچانک قدم نہیں اٹھا سکتے بلکہ اس کے لیے پہلے علاقائی طور پر منظم ہونا پڑے گا"۔

اس حوالے سے یہی خیال کیا جا رہا ہے کہ جس طرح یورپی یونین نے "یورو" EURO کے نام سے اپنی متحدہ کرنسی متعارف کرائی ہے اسی طرح "امیرو" "Amero" کے نام سے نئی گلوبل کرنسی متعارف کرانے کا منصوبہ زیر غور ہے، جو پہلے "نارتھ امریکن یونین" جو کینیڈا' امریکہ اور میکسیکو پر مبنی ہے رائج کی جائے گی۔ اس کے بعد اسے باقی دنیا پر ڈالر کی جگہ مسلط کر دیا جائے گا...... ایسا کیوں کیا جا رہا ہے؟ برطانیہ یورپ میں ہونے کے باوجود اپنے یورو کی بجائے برطانوی پاؤنڈ کی انفرادیت کیوں قائم رکھے ہوئے ہے؟ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بینک آف انگلینڈ جسے دنیا برطانوی حکومت کا بینک سمجھتی ہے، درحقیقت ایک امریکی فیڈرل ریزرو کی طرح ایک پرائیویٹ بینک ہے جس کے سب سے زیادہ حصص روتھ شیلڈ خاندان کے پاس ہیں۔

باراک اوباما کے مشیر برائے خارجہ پالیسی برژنسکی کا کہنا ہے کہ ہم یک دم عالمی حکومت کے قیام کے لیے اچانک قدم نہیں اٹھا سکتے بلکہ اس کے لیے پہلے علاقائی طور پر منظم ہونا پڑے گا

اس صیہونی خاندان کا سب سے زیادہ یورپی سرمایہ اسی بینک کے ذریعے گردش کرتا ہے۔ اس لیے اگر برطانیہ فوراً یورو میں اپنی کرنسی لے آتا تو برطانوی عوام کو تو اس کا فائدہ ہوتا' لیکن بینک آف انگلینڈ کے صیہونی مالکان کو خاصا خسارہ برداشت کرنا پڑتا' جس کی وجہ سے عالمی مالیاتی ساہوکاروں کا غلام تاج برطانیہ یا اس کی نام نہاد جمہوری حکومت پاؤنڈ کو یورو میں تبدیل نہ کرا سکی' جبکہ باقی یورپ نے اس صیہونی مالیاتی سازش سے بغاوت کرتے ہوئے یورو میں اپنی کرنسی کو تبدیل کر دیا۔ متحدہ یورپ کی واحد کرنسی کے سامنے پاؤنڈ کے افادیت جلد کھو جانے کے خوف سے شمالی امریکہ میں نئی طرح کی مالیاتی سلطنت کے قیام کا منصوبہ وضع کیا گیا ہے' جس میں جنوبی امریکہ کے غریب ملک نہیں بلکہ شمالی امریکہ کے امیر ملکوں امریکہ' کینیڈا اور میکسیکو کو شامل کیا گیا ہے، تاکہ تدریجاً اس کرنسی کو پہلے براعظم امریکہ اُس کے بعد باقی دنیا پر مسلط کیا جا سکے۔ اس کی دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ چین گزشتہ آٹھ دس برسوں کے دوران ڈالر کی شکل میں بڑا زرِ مبادلہ جمع کرتا رہا ہے' اُس کے بعد اس نے ڈالر کو بین الاقوامی کھلی مارکیٹ میں پھینک کر اس کی جگہ سونا ذخیرہ کر لیا۔ یوں ڈالر بین الاقوامی مارکیٹ میں محض کاغذ کے ٹکڑے کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس تاثر کو بھی ختم کرنے کے لیے بین الاقوامی مالیاتی مافیا کے لیے "امیرو" Amero نامی کرنسی کا اجراء ضروری ہو گیا تھا۔ ستر کی دہائی میں امریکی حکومت میں شامل اپنے مالیاتی کارندوں کے ذریعے مالیاتی مافیا نے ڈالر کو سونے سے ڈی لنک قرار دلوا دیا تھا' جس کے بعد فیڈرل بینک کو اجازت تھی کہ سونے کی مقدار سے زائد ڈالر چھاپ کر مارکیٹ میں لا سکتا تھا۔ اس قانون نے امریکی قوم اور معیشت کو آہستہ آہستہ دیوالیہ کی جانب رواں دواں کر دیا تھا' لیکن اتنا بڑا مالیاتی ٹائی ٹینک ڈوبنے کے لیے بھی کئی دہائیاں درکار تھیں۔ اس صورت حال کو اس وقت زیادہ دھچکہ لگا جب امریکی بینکروں نے یہاں کا سونا امریکہ سے یورپ منتقل کرنا شروع کر دیا۔ یہ ایک طرح سے امریکی حکومت پر دباؤ تھا کہ اب "نیا سسٹم" ہی امریکہ کو مالیاتی "دھڑن تختے" سے بچا سکتا ہے۔ اس کی مثال امریکہ کے 1907ء کے مالیاتی بحران سے لی جا سکتی ہے۔ امریکہ کی سٹاک مارکیٹ میں سے "پراسرار ہاتھوں" نے جب اچانک سرمایہ نکالا تو امریکہ میں ایک خوف کی لہر دوڑ گئی۔ اسی بحران کے بطن سے ایک نئی صیہونی مالیاتی سازش نے جنم لیا تھا' جس نے ہمیشہ کے لیے امریکہ کو پنجۂ یہود میں دے دیا۔ اچانک امریکہ میں جے پی مورگن (1837-1913) نامی بینکر نے امریکی معیشت کو "سہارا" دینے کے لیے ایک مہم کا آغاز کیا اور حیرت انگیز طور پر اس نے گرتی ہوئی وال سٹریٹ کو بچانے میں کامیابی حاصل کر لی۔ اس کی تفصیلات خاصی طویل ہیں' مختصراً مورگن نے اپنے تمام صیہونی بینکر ساتھیوں کے ساتھ مل کر امریکی معیشت کو دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا کیا' لیکن اس کی قیمت امریکی قوم کو "فیڈرل ریزرو بینک" کی شکل میں ادا کرنا پڑی' جو جے پی مورگن اور دیگر گیارہ مالیاتی خاندانوں کی ملکیت تصور کیا جاتا ہے۔ یوں دنیا خصوصاً امریکہ اور یورپ ایک نئے مالیاتی نظام سے دوچار کر دیے گئے۔ خاصے عرصے بعد جا کر اس حقیقت کا علم کچھ لوگوں کو ہوا کہ جے پی مورگن درحقیقت برطانیہ کے روتھ شیلڈ خاندان کا "فرنٹ مین" تھا اور انہی کا سرمایہ اپنے اور دیگر بینکروں کے سرمائے میں شامل کر کے امریکہ کو معاشی بدحالی سے مشروط طور پر نکال رہا تھا۔ آج پھر وہی صورت حال پیدا کر دی گئی ہے۔ امریکہ اور یورپ کے علاوہ دنیا کے بڑے بڑے ممالک بھی اس مالیاتی بحران کا سرا تلاش کرنے میں ناکام ہیں۔ سب ایک ہی بات جانتے ہیں کہ "دنیا اس وقت ایک بڑے مالیاتی بحران سے دوچار ہے"۔ اس بحران سے نکلنے کے لیے جو سرمایہ صرف کیا جائے گا پھر دنیا اس کی قیمت "نئی گلوبل کرنسی" کی شکل میں ادا کرے گی۔

(بشکریہ "ندائے ملت")

سکھر میں بانی تنظیم اسلامی کا خطابِ عام

ملتزم رفیق تنظیم اسلامی سکھر عرفان طارق ہاشمی کی دلی خواہش تھی کہ ان کا نکاح بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی۔ چنانچہ 21 اکتوبر 2008ء بروز منگل بعد نماز عشاء سفید جامع مسجد حسینی روڈ سکھر میں خطاب عام و نکاح کا پروگرام طے پایا۔

خطاب کے اعلان کے لئے شہر کے اہم مقامات پر پوسٹرز آویزاں کیے گئے تھے۔ اس کے علاوہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ دو دن مسلسل پروگرام کی تشہیر کروائی گئی اور ذاتی طور پر پروگرام میں شرکت کی دعوت بھی بھرپور انداز میں دی گئی۔

یہ پروگرام حضور ﷺ کے اس فرمان کے مطابق رکھا گیا جو کہ جامع ترمذی میں نقل کیا گیا ہے: ''نکاح کا اعلان عام کرو اور اسے مسجدوں میں منعقد کرو''۔ بانی محترم کا یہ خطاب ''شادی بیاہ کی تقریبات کے ضمن میں ایک اصلاحی تحریک'' کا تسلسل تھا جو کہ ڈاکٹر صاحب نے 27 اگست 1981ء کو اپنی تیسری بیٹی کے عقد نکاح کے موقع پر شروع کی تھی۔

بعد نماز عشاء خطاب شروع ہوا۔ بانی محترم نے جامع انداز میں ''شادی بیاہ کی تقاریب اور سنت نبوی ﷺ'' کے اہم موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔ اس سے قبل انہوں نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ حاضرین کی تعداد توقع سے بھی زیادہ تھی۔ پروگرام میں تقریباً 800 افراد نے شرکت کی، جن میں رفقاء بھی شامل تھے۔ خصوصاً شاہ پنجو ''ضلع دادو'' سے رفقاء سفر کی صعوبت برداشت کر کے پروگرام میں شریک ہوئے۔ اجتماعی دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ عرفان طارق ہاشمی کی دعوت ولیمہ اگلے روز تھی۔ لہٰذا موقع کو غنیمت جان کر بانی تنظیم کا ایک خطاب عثمانی جامع مسجد براج کالونی سکھر میں رکھا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے حالات حاضرہ پر سیر حاصل خطاب فرمایا۔ اس خطاب کے لئے تشہیر نہ ہونے کے برابر تھی۔ صرف ذاتی رابطہ کے ذریعہ دعوت دی گئی۔ پھر بھی الحمدللہ 200 افراد شریک محفل رہے۔ بانی محترم کے دونوں خطابات سامعین نے توجہ اور دلچسپی سے سماعت فرمائے۔

(رپورٹ: نصراللہ انصاری)

تنظیم اسلامی دیر کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی دیر کے زیراہتمام دیر سے 15 کلومیٹر فاصلے پر اباکنڈ گاؤں میں ایک دعوتی اجتماع کا اہتمام کیا گیا۔ جس کے لیے ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی ڈاکٹر فیض الرحمٰن، نبی محسن کے ہمراہ تشریف لائے۔ پروگرام کا آغاز بعداز نماز عصر ہوا۔ پہلی نشست میں نبی محسن نے عظمت قرآن کے موضوع پر مختصر مگر جامع گفتگو کی۔ اس کے بعد مشورہ سے تین مساجد کا انتخاب کیا گیا۔ مسجد اباکنڈ پہلے سے منتخب تھی۔ اُس میں ڈاکٹر فیض الرحمٰن نے نماز مغرب کے بعد خطاب کیا۔ سرباٹ بالا گاؤں میں نبی محسن نے فرائض دینی کے جامع تصور پر مفصل خطاب کیا۔ مسجد سرباٹ پائین میں جناب ممتاز بخت ''عبادت رب'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس دعوتی اجتماع کا مرکزی پروگرام جامع مسجد اباکنڈ میں ہوا، جہاں پر ناظم دعوت نے بعداز نماز مغرب عبادت رب کے موضوع پر مفصل اور جامع خطاب فرمایا۔ ان تینوں مساجد میں مجموعی طور پر 60 افراد شریک محفل رہے۔ ان پروگراموں کے بعد عشائیہ کا اہتمام امیر مقامی تنظیم لائق سید نے کیا تھا۔ انہوں نے رفقاء کے لیے رات کے قیام کا بندوبست بھی کیا تھا۔ اگلے روز دوسری نشست کا اہتمام چکیاتن کی جامع مسجد میں فہم دین کورس کی شکل میں ہوا۔ جس میں چکیاتن کے چند افراد شریک رہے۔ پروگرام کو تین گھنٹوں میں تقسیم کر کے تین موضوعات پر مفصل بات کی گئی۔ پہلی نشست میں جناب نبی محسن نے فرائض دینی کے جامع تصور پر خطاب فرمایا، بعد میں ناظم دعوت ڈاکٹر فیض الرحمٰن نے نشستوں میں عبادت رب اور منہج انقلاب نبوی ﷺ پر مفصل گفتگو کی جس کو احباب نے بڑی دلجمعی سے سنا۔ اور آخر میں سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی۔ بعدازاں رفقاء تنظیم اور ناظم دعوت اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

(رپورٹ: سعیداللہ خان)

اُسرہ نوشہرہ کینٹ کا دعوتی پروگرام

21 نومبر 2008ء بروز جمعۃ المبارک عصر تا مغرب تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیراہتمام دفتر نوشہرہ میں ایک ماہانہ دعوتی اجتماع منعقد ہوا، جس کے لیے قبل ازیں بہت سے افراد کو دعوت دی گئی تھی۔ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد مقامی امیر تنظیم اسلامی قاضی فضل حکیم نے ''حقیقت و اقسام شرک'' کے موضوع پر ایک گھنٹے کا مفصل خطاب کیا۔ فاضل مقرر نے حاضرین پر شرک کے مضر اثرات اور نتائج واضح کیے۔ اُنہوں نے خصوصی طور پر دورِ حاضر کے شرک کو پہچاننے پر زور دیا۔ اُن کے خطاب کے بعد نماز مغرب ادا کی گئی۔ بعدازیں رفقاء واحباب کی چائے سے تواضع کی گئی اور آئندہ اجتماع کے لیے تاریخ اور عنوان کا اعلان کیا گیا۔ چائے کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ اس پروگرام میں 9 رفقاء اور 30 احباب نے شرکت کی اور ایک حبیب نے بیعت فارم پُر کر کے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔

(رپورٹ: جان نثار اختر)

تنظیم اسلامی اُسرہ نوشہرہ (خواتین) کا دعوتی پروگرام

22 نومبر 2008ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر اُسرہ نوشہرہ (خواتین) کا دعوتی اجتماع ایک تعلیمی ادارہ ''دانش کدہ'' میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کے لئے مقامی امیر تنظیم قاضی فضل حکیم کو مدعو کیا گیا تھا اور رفیقات و مقامی خواتین کو اس میں شرکت کے لئے پہلے سے ہی دعوت دی گئی تھی۔ قاضی فضل حکیم نے بذریعہ لاؤڈ اسپیکر ''حقیقت و اقسامِ شرک'' جیسے اہم موضوع پر خطاب کیا۔ اس اجتماع میں رفیقات سمیت 35 کے قریب خواتین نے شرکت کی۔ خواتین کے لئے پردے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ خواتین نے اِس موضوع پر بہت دلچسپی کا اظہار کیا اور تحریری طور پر کئی سوالات خصوصاً مزارات اور قبروں کے بارے میں پوچھے، جن کا فرداً فرداً مدلل جواب دیا گیا اور نماز عصر کے وقفے کے بعد بھی سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں تمام شرکاء کی چائے سے تواضع کی گئی اور آئندہ اجتماع میں شرکت کی دعوت دی گئی۔

(رپورٹ: اہلیہ عامر صدیقی)

تنظیم اسلامی کراچی وسطی کے زیراہتمام شب بیداری

تنظیم اسلامی کراچی وسطی کے زیراہتمام 8 اور 9 نومبر کی درمیانی شب، شب بیداری کا پروگرام قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں ہوا۔ رات 9 بجے رفقاء نے مل کر رات کا کھانا کھایا۔ کھانا ہر رفیق اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ رات 10 بجے بھائی عثمان علی نے سورۃ الحج کی آخری آیت پر تذکیری بیان کیا، جس میں اہل ایمان کے لئے دعوت عمل کو عمدہ اسلوب

میں واضح کیا۔اس کے بعد ناظم دعوت عمر بن عبدالعزیز نے رفقاء کے سامنے سالانہ اجتماع کی کارگزاری بیان کی اور اجتماع کے رہنمائی کتابچہ میں درج امیر محترم و بانی محترم کے پیغامات پڑھ کر سنائے اور رفقاء کے سامنے دعوت کی اہمیت کو واضح کیا۔نیز انہوں نے دعوت کا عمل کیسے ہو؟ کے عنوان سے ایک مذاکرہ بھی کروایا۔اس مذاکرے میں رفقاء نے بھرپور دلچسپی لی۔یہ مذاکرہ ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔اس کے بعد مقامی امیر تنظیم فاروق فصیح نے اپنی گفتگو میں نقباء پر زور دیا کہ وہ اپنے اپنے اُسروں کے رفقاء سے خود بھی فرداً فرداً ملاقات کریں۔جو رفقاء اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی کرتے ہیں ہمیں انہیں بھی جگانا اور نظم سے جوڑنا ہے اور دعوت کے کام کو ایک نئے جذبے کے ساتھ کرنا ہے۔انہوں نے کہا کہ رفقاء سب سے پہلے اپنے گھروں میں دعوت کا کام کریں اور پھر اپنے اپنے محلے میں اور جہاں جہاں وہ معاشی جدوجہد کرتے ہیں، وہاں دعوت کے بے شمار مواقع ہوتے ہیں، وہاں بھی دعوت کا کام کریں۔سونے سے قبل بھائی عثمان علی نے سونے کے آداب بیان کئے۔ اس کے ساتھ ہی رات کی پہلی نشست (رات ساڑھے بارہ بجے) اختتام پذیر ہوئی۔اِس نشست میں 15 رفقاء نے شرکت کی۔رات کے آخری پہر رفقاء کو تہجد کے لئے بیدار کیا گیا۔رفقاء نے انفرادی عبادت کی۔بعدازاں نماز فجر ادا کی گئی۔نماز کے بعد بھائی سلمان نے رفقاء کو اجتماعی طور پر دعائیں یاد کرائیں۔منصور روفی نے درس حدیث دیا۔ناظم قرآن اکیڈمی اشفاق حسین نے سیرت صحابہؓ میں سے حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی اور اسلام کے لئے ان کی جدوجہد پر گفتگو کی اور صحابہ کرامؓ کے حالات وواقعات سنائے۔آخر میں ناظم رابطہ بھائی جلال الدین اکبر نے سورۃ احقاف کی آیت نمبر 29 پر درس دیا۔

اختتامی گفتگو میں مقامی امیر تنظیم فاروق فصیح نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔بعدازاں رفقاء واحباب نے مل کر ناشتہ کیا۔شب بیداری کی صبح کی نشست میں 20 رفقاء اور 8 احباب نے شرکت کی۔یہ پروگرام اتوار کی صبح نو بجے اجتماعی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔(رپورٹ: فاروق فصیح)

ضرورت رشتہ

☆ دبئی میں قیام پذیر 33 سالہ، پابند شریعت، سٹیبلشڈ بزنس مین کو اپنی دوسری شادی کے لیے پابند شریعت، خوبصورت، دراز قد (عمر زیادہ سے زیادہ 25 سال) لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔مطلقہ، بیوہ کے سرپرست بھی رابطہ کرسکتے ہیں۔

برائے رابطہ: 0345-6498098 00971504563707

Email: himecot@yahoo.com

☆ بیٹا، عمر 32 سال، دیندار، ایم بی اے، فارن کوالیفائیڈ، برسرروزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل، تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔لاہور اور کراچی کے رہائشی رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0300-8431149

☆ اسلام آباد میں مقیم آرائیں فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، تعلیم ایم بی اے، برسرروزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل، گریجوایٹ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ذات پات کی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 051-4443934

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنے بیٹے، عمر 28 سال، تعلیم ایم اے، گورنمنٹ ملازم، پابند صوم وصلوٰۃ کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی ـــــ اور بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم بی اے کی طالبہ، پابند صوم وصلوٰۃ، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0334-9924130 0333-4705965

☆ لاہور میں مقیم شیخ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم میٹرک، پابند صوم وصلوٰۃ کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0334-4162499

شرک کی حقیقت اور اس کی اقسام سے واقفیت' اور دورِ حاضر کے شرک سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے مطالعہ کیجیے:

حقیقت واَقسامِ شرک

بانیٔ تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد

کے چند فکر انگیز خطابات

❁ معیاری کمپیوٹر کمپوزنگ ❁ عمدہ طباعت ❁ 128 صفحات

قیمت: اشاعت عام: 50 روپے' اشاعت خاص: 90 روپے

شائع کردہ: **مکتبہ خدام القرآن لاہور**

36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 5869501-3

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع 2008ء کے جملہ پروگراموں پر مشتمل

سی ڈی MP3

قیمت صرف 25 روپے

تنظیم اسلامی کے علاقائی مراکز سے دستیاب ہے

مرکز تنظیم سے منگوانے کے لیے بذریعہ خط یا ای میل آرڈر ارسال فرمائیں

مرکز تنظیم اسلامی، 67۔اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔فیکس 6271241

فون: 6316638-6366638 ای میل: markaz@tanzeem.org

ضرورت معاون

مرکز گڑھی شاہو لاہور میں ای میل اور انگریزی خط وکتابت کے لیے کُل وقتی یا جز وقتی معاون کی خدمات درکار ہیں۔صرف رفقاء تنظیم رجوع کریں۔ معقول معاوضہ دیا جائے گا

مرکز تنظیم اسلامی، 67۔اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔فیکس 6271241

فون: 6316638-6366638 ای میل: markaz@tanzeem.org

Vol: 17 Regd. No. LRL -50 No. 47

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

Life and Faith

S.M. Abdullah

Being Positive is the Thing

What's the difference between a glass half full and a glass half empty? Nothing, right? Well, actually there is. Saying that the glass is half full shows a positive attitude.

From corporate company offices to University classrooms, we are hearing again and again how important it is to be positive. In fact, this motto is resonating around the world. Being positive is associated with success.

Over 14 centuries ago, Islam made waves when it told the world to thank Allah even in adversity. Translation: be positive, do not complain about small problems, because it could have been worse; do you thank enough for what you already have?

There is a story about a pious man from the Childern of Israel who had spent his entire life of 500 years profusely worshipping Allah (SWT). On the Day of Reckoning, Allah grants him to enter the Paradise by His mercy. The man, remembering five centuries worth of worship, asks instead to be admitted based on the merit of his good deeds. Allah orders the angels to bring the scale and weigh this man's good deeds against the faculty of his eyesight. Realizing that the scale tipped heavily toward the blessing of his eyesight, the man quickly acknowledges his short coming and begs Allah to let him enter paradise by His mercy.

Being positive means looking at the life's big picture. It is to believe that with patience and right attitude, something good can emerge even from the gloomiest of situations.

When the people of Arabian town of Taif rejected the message of Prophet Muhammad (SWS), and their children pelted him with stones, bloodying him, he did not lose hope in the ultimate victory of his message: Islam. He prayed for the day when Allah (SWT), alone will be worshipped in this very same town. As we know from history, within a few years idolatry was wiped out not only from Taif but also from the whole Arabian Peninsula.

Being positive is to recognize that if there are people richer than myself, then there are also those who are less fortunate than myself; and that those poorer in material wealth may be richer in knowledge and piety. It means giving others excuses for their lapses, as we have our own. It means forgiving others as we would like ourselves to be forgiven.

Ja'far ibn Muhammad, one of the salaf, is reported to have said, "Make seventy excuses for your brother." (Baihaqi)

In contrast, many of us jump at the first mistake of our brother or sister. We tend to forget that there are some questions we should ask ourselves before rushing to judgment: did the brother do it on purpose, or did he forget; or was it an accident? We should remember that as a special favour Allah has forgiven those mistakes of the ummah of Muhammad (SWS), which are committed out of forgetfulness.

Allah tells us that while avenging one's rights if wronged is allowed, forgiving is better; and those with a positive and forgiving attitude are fortunate people.

The Qur'an says, "The good deed and the evil deed cannot be equal. Repel (the evil) with one which is better (i.e., be patient at the time of anger, and excuse those who treat you badly), then verily! He, between whom and you there was enmity, (will become) as though he was a close friend. But none is granted this (the above quality) except those who are patient, and none is granted this, except the owner or the great portion (i.e., Paradise in the Hereafter and a high moral character in this world)." [34-35]

We observe everyday how a positive attitude endears us to the hearts of friends and strangers alike. On the other hand, a sour, grouchy attitude repels people. This is what Qur'an has to say: "It is part of the Mercy of Allah that you deal gently with them. Were you severe or harsh-hearted, they would have broken away from about you: so pass over (their faults), and ask for (Allah's) forgiveness for them and consult them in affairs. Then when you have taken a decision put your trust in Allah. For Allah loves those who put their trust (in Him)." [3: 159]

A negative person looks at the world and sees it mostly evil; because of this attitude the good of this world escapes him. He becomes angry and depressed. When such a person listens to a beautiful speech, he looks for an excuse to criticize it. A tiny weakness in a long speech is all he needs to express his cynicism.

A Muslim ought to be always positive, in good times and bad times. He believes that, Allah is just and whatever happens to him has a purpose. While he fears punishment for his sins, he hopes for Allah's mercy, who has promised forgiveness for sincere repeaters.

In the tumult of today, many Muslims have become despondent, negative, and part of the problem, The upheavals of our time are but a reminder to reform ourselves, and that's a positive thinking.